اُصولِ تفسیر

افادات:

جمع وترتیب:

مجلس علمی ، مرکز اهل السنۃ والجماعۃ

قرآن کریم کے فضائل

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والا:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

صحیح البخاری، باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ، رقم الحدیث:5027

ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں زیادہ بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن کریم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

ایک حرف پر دس نیکیاں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْه يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ: ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ.

جامع الترمذی، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن، رقم الحدیث:2910

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے ایک نیکی جو کہ دس نیکیوں کے برابر ہے، ملے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الٓمٓ﴾ ایک ہی حرف ہے بلکہ الف الگ، لام الگ اور میم الگ حروف ہیں۔

قرآن کریم پڑھنے کا اجر اور حشر:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ فَلَهُ أَجْرَانِ.

صحیح مسلم، باب فضل الماہر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ، رقم الحدیث:1898

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کا ماہر (اچھی طرح پڑھنے والا) ان ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو فرشتوں کے سردار ہیں اور جو شخص قرآن مجید کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں مشکل اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

قرآن کریم دلوں کا زنگ اتارتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ.

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث:1859

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دلوں پر اس طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! یہ زنگ کیسے اترتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

قرآن کریم میں مشغول رہنے والے کی فضیلت:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِيْنَ.

جامع الترمذی، رقم الحدیث:2926

ترجمہ: حضرت ابو سعید خُدرِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص قرآن کریم میں اس قدر مشغول رہا کہ وہ میرا ذکر بھی نہ کر سکا اور مجھ سے دعائیں بھی نہ مانگ سکا تو ایسے شخص کو میں ذکر کرنے والوں اور دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ فضیلت عطا کروں گا۔

حدیثِ قدسی کی تعریف:

امام ابو الحسن نور الدین علی بن (سلطان) محمد، المعروف بہ مُلّا علی القاری الھروی الحنفی (م:1014ھ) نقل فرماتے ہیں:

هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُسْنِدُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللّٰهِ فَيَرْوِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى

الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ لملا علی القاری تحت تعریف الحدیث القدسی اصطلاحاً

ترجمہ: حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائیں اور اس حدیث کو یہ کہہ کر ذکر فرمائیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے (لیکن وہ حدیث قرآن کریم میں انہی الفاظ کے ساتھ مذکور نہ ہو)

فائدہ: قرآن کریم اور حدیث قدسی میں متعدد وجوہ سے فرق ہوتا ہے۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

1: قرآن کریم میں الفاظ اور پیغام دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی میں پیغام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور الفاظ کا انتخاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا ہے۔

2: قرآن کریم قطعی ہے اس کے لیے سند کی ضرورت نہیں جبکہ حدیث قدسی میں صحت وعدم صحت کا فیصلہ سند دیکھنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

3: قرآن کریم کی نماز میں بطور قراءت تلاوت کی جاتی ہے جبکہ حدیث قدسی کی نماز میں بطور قراءت تلاوت نہیں کی جاسکتی۔

4: قرآن کریم کو بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں جبکہ حدیث قدسی کو بغیر طہارت کے چھونا جائز تو ہے لیکن خلافِ ادب ہے۔

5: قرآن کریم کا منکر کافر ہو جاتا ہے جبکہ حدیث قدسی کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی ایسی حدیث قدسی کا انکار کرے جو متواتر ہو تو اب اس کا منکر بھی کافر ہو جائے گا۔

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

1. قرآن کریم کی زبانی تلاوت کے لئے وضو مستحب جبکہ ہاتھ لگانے کے لئے وضو ضروری ہے۔

مسئلہ: موبائل سکرین پر موجود قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لیے بھی وضو ضروری ہے۔

2. قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔

3. پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔

4. قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا۔

5. دیکھ کر تلاوت کرنا۔

6. تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھنا۔

7. تسمیہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھنا۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ سے پہلے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾:

سورۃ براءۃ (سورۂ توبہ) کے شروع میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلے سے پڑھتے آرہے ہوں تب تو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھے بغیر ہی سورۂ توبہ شروع کر دیں اور اگر اس سورۃ سے تلاوت شروع کرنی ہے تو عام معمول کے مطابق ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ

الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ کر شروع کریں اور اگر اس سورۃ کے درمیان تلاوت روک دی تھی آگے جب تلاوت شروع کرے تب بھی ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ کر شروع کریں۔

8. ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) اور تجوید (حروف کی صحیح ادائیگی) کے ساتھ پڑھنا۔
9. خوش آوازی اور لب ولہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔
10. وہ آیات جن میں وعیدوں کا ذکر ہے ان کو رو کر پڑھنا، اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا، ان سے پناہ مانگنا۔
11. وہ آیات جن میں انعامات کا ذکر ہے ان کو بشاشت کے ساتھ پڑھنا اور انعامات کے طلب کی دعا مانگنا۔
12. آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت ادا کرنا۔
13. تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔
14. آیات کو بار بار پڑھنا۔
15. تلاوت کے دوران کسی سے بات نہ کرنا۔
16. یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطِب ہیں۔
17. سورۃ ﴿وَالضُّحٰی﴾ سے آخرِ قرآن تک ہر سورۃ کی تکمیل پر "اللہ اکبر" کہنا۔
18. ایک دفعہ مکمل کرتے ہی دوبارہ شروع کرنا۔
19. ختم قرآن والے دن روزہ رکھنا۔
20. قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی دعا مانگنا۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے چند ضروری علوم

فہمِ قرآن کے لیے بنیادی طور پر تین علوم سے واقفیت ضروری ہے، جن کو ہم ذیل میں مثالوں کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں:

1: محاوراتِ عرب:

عربی زبان محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب سیکھنے سے آئے گی۔

مثال:

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ قَالَ لَهُ عَدِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِي عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

صحیح مسلم، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، رقم الحدیث: 1824

ترجمہ: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ کہ رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے اونٹ کی رسی سیاہ اور دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی تا کہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کرلوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (یعنی آپ نے ان الفاظ کا مرادی معنی نہیں سمجھا، قرآن کا مطلب سیاہ اور سفید ڈورے سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے)

2:شانِ نزول:

قرآنی آیات کا پسِ منظر / شانِ نزول معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معلوم ہو گا۔

مثال:

عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ الْمَدِينَةِ فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ. فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَظْهَرَ الإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فَالإِلْقَاءُ بِالأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ أَنْ نُقِيمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ.

سنن ابی داوٗد، باب فی قولہ تعالیٰ ولاتلقوا بأیدیکم الی التھلکۃ، رقم الحدیث:2512

ترجمہ: حضرت اسلم ابی عمران رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے لئے روانہ ہوئے، ہمارے امیر لشکر عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے لگ کر سہا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تنہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ شور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے کہ ﴿لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کہ اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غالب فرما دیا تو ہم نے کہا کہ ہم کچھ عرصہ اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لئے گھروں میں رک جاتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتا دیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

3:معرفتِ مرادِ خداوندی:

مرادِ خداوندی معلوم ہو جو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارکہ سے سمجھ میں آئے گی۔

مثال:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ ﴿لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ ﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾

صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا، رقم الحدیث:3360

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ ملایا جلایا نہیں) نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا یہ بات تمہارے خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ ﴿لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ میں ظلم سے مراد شرک ہے کیا آپ نے (قرآن کریم میں حضرت) لقمان کی اپنے بیٹے سے کی جانے والی بات نہیں سنی کہ اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

قرآن کریم کو سمجھانے کے لیے ضروری علوم

تفہیمِ قرآن کے لیے بنیادی طور پر پندرہ علوم سے واقفیت ضروری ہے، ذیل میں ہم ان کو مثالوں کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔

[1]: علمِ لغت:

جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معانی معلوم ہو جائیں۔ نیز چند لغات کا معلوم ہو جانا ہی کافی نہیں اس لئے کہ بسا اوقات ایک لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ایک دو معنی جانتا ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتے ہیں۔

مثال:

1: لفظ "قرء" حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے۔

2: لفظ ﴿اُمَّةً﴾ چند معانی میں مشترک ہے۔ مثلاً:

پہلا معنیٰ: ایسی جماعت جو دین، زمان یا مکان کے اعتبار سے ایک ہو۔

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 213

ترجمہ: ایک زمانہ میں سب انسان ایک ہی دین کے پیروکار تھے۔

دوسرا معنیٰ: زمانہ۔

﴿وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ﴾

سورۃ یوسف، رقم الآیۃ: 45

ترجمہ: اسے طویل زمانے کے بعد (یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آئی۔

تیسرا معنیٰ: ایسا شخص جو پوری جماعت کے قائم مقام ہو۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾

سورۃ النحل، رقم الآیۃ: 120

ترجمہ: بے شک ابراہیم اپنی ذات میں انجمن تھے حد درجہ اللہ کے فرمانبردار تھے۔

چوتھا معنیٰ: ایک دین۔

﴿بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ﴾

سورۃ الزخرف، رقم الآیۃ: 22

ترجمہ: نہیں، بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک ہی دین پر پایا ہے۔

[2]: علمِ نحو:

جس کے ذریعے اعراب درست رہیں اور معانی میں تغیر و تبدل نہ ہو۔

مثال:

﴿اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ رَسُوْلُهٗ﴾

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 3

ترجمہ: اللہ مشرکوں (کو امن دینے) سے دست بردار ہوتے ہیں اور اللہ کے رسول بھی (مشرکوں کو امن دینے سے دستبردار ہوتے ہیں)

فائدہ: ﴿وَ رَسُوْلُهٗ﴾ کو ﴿مُشْرِكِيْنَ﴾ کا معطوف نہیں بنانا ورنہ معنی بالکل غلط ہو جائے گا۔ بلکہ ﴿رَسُوْلُهٗ﴾ مبتدا اور اس کی خبر ﴿بَرِیْٓءٌ﴾ محذوف ہے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی مشرکین سے بری ہیں اور اللہ کا رسول بھی مشرکین سے بری ہے۔

[3]: علمِ صرف:

جس سے الفاظ کی پہچان رہتی ہے۔

مثال:

﴿وَادَّكَرَ﴾ اصل میں "اِذْتَكَرَ" تھا۔ تعلیل کے بعد اِدَّكَرَ بن گیا۔

[4]: علمِ اشتقاق:

جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ جب دو مادوں سے مشتق ہو تو اس کے معنی مختلف ہوں گے۔

مثال:

جیسے "مسیح" کا لفظ ہے، اس کا اشتقاق "مسح" سے بھی ہے جس کا معنی چھونے اور تر ہاتھ کسی چیز پر پھیرنے کے ہیں اور "مساحت" سے بھی ہے جس کے معنی پیائش کے ہیں۔

[5]: علمِ معانی:

وہ علم ہے جس میں مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور مقتضیٰ حال کے مطابق متکلم کلام کرتا ہے۔

مثال:

﴿وَ سْئَلِ الْقَرْيَةَ﴾

سورۃ یوسف، رقم الآیۃ:82

ترجمہ: اور آپ بستی (والوں) سے پوچھیں۔

فائدہ: کلام کا حال یہ تقاضا کر رہا ہے کہ بستی سے تو سوال نہیں ہو سکتا یقیناً یہاں "اھل" کا لفظ محذوف ہوگا۔ اسے "علم معانی" کی اصطلاح میں "حذفِ مضاف" کہا جاتا ہے۔ اگر قرآن سمجھانے والا اس علم کو نہیں جانتا ہوگا تو اسے یہ الجھن پیش آئے گی کہ بے جان چیز سے سوال کرنے کا کیسے حکم دے دیا ہے؟

[6]: علمِ بیان:

وہ علم ہے جس میں مختلف تراکیب کے ساتھ تشبیہ، مجازِ مرسل، استعارہ تمثیلیہ اور کنایہ وغیرہ کے ذریعے مقصودی معنیٰ کو خوب اچھی طرح واضح کیا جاتا ہے۔

مثال:

﴿وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾﴾

سورۃ الکہف، رقم الآیۃ:45

ترجمہ: اور ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی یہ مثال بھی بیان کردو کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا، تو اس سے زمین کا سبزہ خوب بڑھ گیا، پھر وہ ایسا ریزہ ریزہ ہوا کہ اسے ہوائیں اڑالے جاتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

فائدہ: اس آیت مبارکہ میں دنیوی زندگی جو شروع میں بہت خوبصورت اور بارونق معلوم ہوتی ہے، لیکن آخر کار وہ فنا ہو جاتی ہے۔ اسے تشبیہ دی ہے ناپائیدار سبزہ سے جو شروع میں خوب بہار والا نظر آتا ہے لیکن آخر کار وہ چورا چورا ہو کر ہوا میں بکھر جاتا ہے۔

[7]: علمِ بدیع:

وہ علم ہے جس میں مطابقتِ حال اور دلالت کی وضاحت کے بعد فصیح و بلیغ کلام کو لفظی و معنوی محاسن کے ذریعے مزید سنوارنے اور خوبصورت بنانے کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں۔

مثال:

﴿ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 13

ترجمہ: خبردار! بے شک یہی (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو (العیاذ باللہ) بے وقوف کہنے والے) خود ہی بے وقوف ہیں۔

اس میں تنبیہ کے لیے ﴿ اَلَآ ﴾، ﴿ اِنَّ ﴾ اور خبر کا معرف باللام ہونا اور حصر کے لیے ﴿ هُمْ ﴾ ضمیر لانا تاکہ مخالفین کی تردید بھی ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین قطعاً بے وقوف نہیں بلکہ ان کے مخالفین ہی درحقیقت بے وقوف ہیں۔

فائدہ: یہ کلام تَعْرِیْفُ الطَّرَفَیْنِ یُفِیْدُ الْحَصْرَ وَالْاِخْتِصَاصَ کے قبیل سے ہے۔ ﴿ اِنَّ ﴾ کا اسم ﴿ هُمْ ﴾ ضمیر معرفہ اور ﴿ اِنَّ ﴾ کی خبر ﴿ اَلسُّفَهَآءُ ﴾ معرفہ بصورت معرف باللام ہے۔ جب اسم اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو اس میں حصر اور اختصاص پایا جاتا ہے معنی یہ ہے کہ "بے وقوف ہونا" صرف صحابہ کرام کے مخالفین تک ہی محدود اور انہی کے ساتھ خاص ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں قطعاً شامل نہیں۔

[8]: علمِ قراءۃ:

جس سے مختلف قراءتوں کی وجہ سے مختلف معانی معلوم ہوتے ہیں اور بعض معنی کی دوسرے معنی پر ترجیح معلوم ہو جاتی ہے۔

مثال:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ ﴾

سورۃ الانبیاء، رقم الآیۃ: 25

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا کہ جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں اس لیے تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

اس آیت شریفہ میں لفظ ﴿ نُوْحِيْ ﴾ کو مضارع معروف جمع متکلم کے صیغہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ یُوْحیٰ ﴾ مضارع مجہول واحد مذکر غائب کے صیغے کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔

[9]: علمِ عقائد:

جس سے کلام پاک میں خصوصاً آیاتِ تشبیہ میں غلطی سے حفاظت رہتی ہے۔

مثال:

﴿ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 158

ترجمہ: بلکہ اُن (حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (م: 606ھ) اس آیت کے تحت ایک گمراہ فرقہ (فرقہ مُشَبِّہَہ) کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اَلْمُرَادُ الرَّفْعُ إِلٰى مَوْضِعٍ لَا يَجْرِيْ فِيْهِ حُكْمُ غَيْرِ اللهِ۔"

تفسیر الرازی، تحت قولہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ

ترجمہ: اس آیت مبارکہ میں رفع سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں اللہ کے علاوہ کسی اور کا (ظاہری طور پر بھی) حکم نہیں چلتا۔

فائدہ: فرقہ مُشَبِّہَہ کے دیگر گمراہ کن نظریات میں سے ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے جہت کے قائل ہیں اور اپنا (غلط) استدلال سورۃ النساء کی مذکورہ بالا آیت سے کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات تمام جہات کو محیط ہے محض کسی خاص جہت میں نہیں کہ اس کے علاوہ دیگر جہات میں نہ ہو۔

فائدہ: علمِ تفسیر کی قابلیت اور اس میں مہارت کے لیے ضروری ہے کہ مفسر اپنے زمانے اور اپنے سے پہلے زمانے کے باطل فرقوں اور فتنوں کے اعتقادات سے خوب واقف ہو اور قوتِ دلیل سے ان کے معتقدات کی تردید کا فن جانتا ہو تاکہ مبتدعین اور ملحدین نے جو قرآنی الفاظ سے غلط استدلال کیے ہیں ان کے گمراہ کن نظریات سے امت کو باخبر کر سکے۔

[10]: علمِ اصولِ فقہ:

اس سے وجوہِ استدلال واستنباط معلوم ہوتے ہیں۔

مثال:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ: 23

ترجمہ: (والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں) تو ان کو کبھی (ہاں سے) ہوں بھی مت کرنا۔

والدین کو "اُف" کہنے کی ممانعت "عبارۃ النص" سے معلوم ہو رہی ہے جبکہ "دلالۃ النص" سے انہیں گالم گلوچ کرنے اور مارنے پیٹنے کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے۔

[11]: علمِ اسبابِ نزول:

جس سے آیات کے معنی زیادہ واضح ہوں گے کیونکہ بسا اوقات اصل معنی کا معلوم ہونا بھی شان نزول پر موقوف ہوتا ہے۔

مثال:

﴿وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ * فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 115

ترجمہ: تمام جہات اور سمتیں اللہ کی مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی۔ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں اور کامل علم والے ہیں۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّ أَوَّلَ مَا نُسِخَ فِي الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْيَهُوْدُ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَفَرِحَتِ الْيَهُوْدُ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ قِبْلَةَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ يَدْعُو اللهَ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ يَعْنِي نَحْوَهُ، فَارْتَابَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَهُوْدُ وَقَالُوْا ﴿مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا﴾ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ﴾ ... ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا

فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ﴾

السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث:2338

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قرآن کریم میں سب سے پہلے نماز کے لیے قبلہ رُخ ہونے والا حکم منسوخ ہوا ہے۔ معاملہ یہ پیش آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہاں کی زیادہ آبادی یہودیوں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے یہودی بہت خوش ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس ماہ سے کچھ ماہ زائد (پندرہ یا سولہ ماہ تک) بیت المقدس کی طرف رخ کر کے حکم خداوندی پر عمل کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش یہ تھی کہ بیت اللہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا دوبارہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم مل جائے اس کے لیے آپ دعا بھی مانگا کرتے تھے اور (فرط محبت میں) آسمان کی جانب بھی نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے (کہ کب جبرئیل امین وحی لے کر پہنچیں گے؟)

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم آپ کے چہرہ مبارک کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں ہم آپ کو اسی طرف قبلہ رخ ہونے کا حکم دیں گے جو آپ کی چاہت ہے۔ نماز میں اپنا رخ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجیے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی (موجود) ہوں اپنے رخ اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔ اس کے بعد یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آخر وہ کیا چیز ہے جس نے ان مسلمانوں کو اس قبلے (بیت المقدس) سے رخ پھیرنے پر آمادہ کر دیا جس کی طرف یہ پہلے رخ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے میرے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے! اللہ ہی کی ہیں (تمام جہات اور سمت) مشرق بھی اور مغرب بھی۔ اسی طرح یہ حکم بھی نازل ہوا کہ تم لوگ جس طرف رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔

فائدہ: آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر سمت اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر طرف موجود ہیں لہٰذا وہ ذات جس طرف رخ کرنے کا حکم دے اس طرف رخ کرنا واجب ہو گا۔ اس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔

[12]: علمِ ناسخ و منسوخ:

جس سے منسوخ شدہ احکام معمول بہا احکام سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

مثال:

جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت کے بارے سورۃ البقرۃ کی مندرجہ ذیل دو آیتیں ہیں۔

1: ﴿وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَ یَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا یَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّ عَشۡرًا﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:234

ترجمہ: اور تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو (زندہ) چھوڑ کر خود وفات پا جائیں تو ان کی بیویاں خود کو چار ماہ دس دن تک (دوسری جگہ نکاح کرنے سے) روکے رکھیں۔

2: ﴿وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَ یَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا ۚۖ وَّصِیَّۃً لِّاَزۡوَاجِہِمۡ مَّتَاعًا اِلَی الۡحَوۡلِ غَیۡرَ اِخۡرَاجٍ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:240

ترجمہ: اور تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو (زندہ) چھوڑ کر خود وفات پا جائیں تو اپنی بیویوں کے حق میں یہ وصیت کر جایا کریں کہ ایک سال تک (وہ اس کے ترکے سے نان و نفقہ وصول کرنے کا) فائدہ اٹھائیں گی اور ان کو (اپنے فوت شدہ شوہر کے گھر سے) نکالا نہیں جائے گا۔

فائدہ: ان میں سے پہلی آیت جس میں عدت چار ماہ دس دن کا حکم ہے باوجودیکہ مقدم ہے لیکن پھر بھی یہ ناسخ ہے جبکہ دوسری آیت جس میں

ایک سال کا حکم ہے وہ اگرچہ مؤخر ہے لیکن پھر بھی منسوخ ہے۔ ترتیب وضعی کے اعتبار سے پہلی والی آیت منسوخ معلوم ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم میں پہلے لکھی ہوئی ہے اور دوسری آیت ناسخ معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعد میں لکھی ہوئی ہے لیکن ترتیبِ حکمی کے اعتبار سے پہلی آیت ناسخ ہے اور دوسری آیت منسوخ ہے۔

[13]: علمِ فقہ:

جس کی بنا پر جزئیات اور جزئیات کے احاطہ سے کلیات پہچانے جاتے ہیں۔

مثال:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ:6

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کی تیاری کرنے لگے تو اپنے چہروں کو دھولو، اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں پر تر ہاتھ پھیر لو (یعنی مسح کرلو) اور اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

فائدہ: مذکورہ بالا آیت میں وضو کے چار فرائض کا بیان ہے اور یہی فقہ کا مسئلہ ہے کہ وضو میں فرض چیزیں یہی چار ہیں باقی امور مسنون اور مستحب ہیں۔

تنبیہ: قرآن، سنت، اجماع اور قیاس شرعی سے ثابت شدہ چیز کا نام "فقہ" ہے۔

[14]: علمِ احادیث:

جن کے ذریعے قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر اور توضیح معلوم ہوتی ہے۔

مثال:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾

سورۃ النور، رقم الآیۃ:2

ترجمہ: زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔

اس آیت سے زانیہ اور زانی کی سزا میں سو کوڑے مارنے کا ذکر ہے، بظاہر اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کا کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ لیکن اس کی جو تفسیر احادیثِ مبارکہ میں ہے اس میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر شادی شدہ کو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبِ عَامٍ۔

صحیح البخاری، باب شہادۃ القاذف والسارق والزانی، رقم الحدیث:2649

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کردیا جائے۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں غیر شادی شدہ زانی کے بارے حکم موجود ہے جبکہ شادی شدہ مرد و عورت کے بارے حکم ہے کہ ان کو رجم (سنگسار) کیا جائے گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے:

اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا أَلْبَتَّةَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ۔

سنن ابن ماجہ، باب الرجم، رقم الحدیث:2553

ترجمہ: شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو رجم (سنگسار) ہی کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں اس حکم پر عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم بھی اسی طرح کرتے رہے ہیں۔

فائدہ: اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ سے مراد شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت ہے۔

تنبیہ:

غیر شادی شدہ زانی کے لیے ایک سال کی جلاوطنی کی سزا قاضی کی صوابدید پر موجود ہے، زنا کی سزا کا جزوِ لازم نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے فقہ کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔

[15]: علمِ لَدُنّی:

علم لدنی جسے "علم وہبی" بھی کہتے ہیں وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ عَمِلَ بِمَا یَعْلَمُ وَرَّثَہُ اللہُ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔

حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء لابی نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ علم بھی عطا فرماتے ہیں جو اس نے سیکھا نہیں ہوتا۔

فائدہ: قرآن کریم کے ظاہری الفاظ تک رسائی کے لیے ظاہری طہارت وضو کا ہونا ضروری ہے اسی طرح قرآن کریم کے باطنی معنی (معانی و مرادِ قرآن) تک رسائی کے لیے باطنی طہارت (خود کو گناہوں سے بچانا) ضروری ہے اور یہ باطنی طہارت تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

مثال:

سورۃ النور کی آیت نمبر 3 کے تفسیری فوائد کے تحت آخر میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (م:1362ھ) فرماتے ہیں:

ھٰذَا مَا اَلْقَی اللہُ فِیْ رُوْعِیْ وَلَعَلَّ غَیْرِیْ یُؤْتِیَ اَحْسَنَ مِنْ ھٰذَا وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ترجمہ: آیت کریمہ کی مذکورہ بالا تفسیر اور تعبیر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے میرے دل میں ڈالی ہے (یہ تعبیر و تفسیر کسی کتاب وغیرہ سے مستفاد نہیں ہے) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور شخص مذکورہ بالا آیت مبارکہ کی اس سے بھی بہتر تفسیر و تعبیر ذکر کرے۔ اور اللہ وسعت والے ہیں بہت زیادہ علم والے ہیں۔

قرآن کریم کے نام / تعریف اور وجہ تسمیہ

قرآن کریم کے نام:

قرآن کریم کے نام پانچ ہیں، جو درج ذیل آیات میں مذکور ہیں:

1:الکتاب:

﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴿۲﴾﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:2

ترجمہ: یہ (قرآن کریم) ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ باعث ہدایت ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

2:الذکر:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾﴾

سورۃ الحجر، رقم الآیۃ:9

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ یہ ذکر (قرآن کریم) ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

3:القرآن:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا﴿۹﴾﴾

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ:9

ترجمہ: یقینی بات ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور جو لوگ (اس قرآن کریم پر) ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں یہ (قرآن) انہیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

4:الفرقان:

﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴿۱﴾﴾

سورۃ الفرقان، رقم الآیۃ:1

ترجمہ: بہت برکتیں دینے والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر حق و باطل کا فیصلہ کر دینے والی یہ کتاب نازل فرمائی تاکہ وہ دنیا جہان کے لوگوں کو باخبر کر سکے۔

5:التنزیل:

﴿تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ﴿۵﴾﴾

سورۃ یٰس، رقم الآیۃ:5

ترجمہ: یہ (قرآن کریم) اس ذات کی طرف سے اتارا جا رہا ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے اور اس کی رحمت بھی کامل ہے۔

فائدہ: علامہ ابو المعالی عزیزی بن عبد الملک شیذلہ رحمہ اللہ (م:494ھ) نے اپنی کتاب "البرھان" میں قرآن کریم کے پچپن نام ذکر کئے ہیں۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی النوع السابع عشر

اور علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (م:817ھ) نے 100 نام ذکر فرمائے ہیں:

بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز: ص 61

محاکمہ:

دراصل ان حضرات نے "اسماء القرآن" اور "صفات القرآن" کو جمع کر دیا ہے، یعنی قرآن کریم کی صفات مثلاً مجید، کریم، حکیم وغیرہ کو نام ذکر کر کے تعداد اس حد تک پہنچائی ہے ورنہ درحقیقت قرآن کریم کے کل نام پانچ ہیں جو اوپر ذکر کر دیے گئے ہیں۔

قرآن کی تعریف:

صاحبِ منار امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمہ اللہ (م:710ھ) فرماتے ہیں:

"اَلْقُرْآنُ اَلْمُنَزَّلُ عَلَى الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامِ اَلْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ اَلْمَنْقُوْلُ عَنْهُ نَقْلًا مُّتَوَاتِرًا بِلَا شُبْهَةٍ۔"

المنار مع نور الانوار: ص9، 10

ترجمہ: قرآن (خدا تعالیٰ کا وہ پاک کلام ہے) جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل متواتر سے منقول ہوا۔

وجہ تسمیہ قرآن:

قرآن کریم کا نام قرآن کیوں رکھا گیا ہے اس بارے دو تحقیقات سامنے آتی ہیں۔

1: قرآن "قراءۃ" کی طرح مصدر ہے۔﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾﴾

سورۃ القیامۃ، رقم الآیۃ:17

ترجمہ: بے شک اس قرآن کو یاد کرانا اور پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔

کلامِ عرب میں مصدر اسم مفعول کے معنیٰ میں بھی بکثرت استعمال ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے قرآن کو بھی قرآن اسی معنی میں کہا جاتا ہے یعنی "پڑھی ہوئی چیز"۔

2: قرآن کا معنی "جمع کرنا" ہے اور قرآن سابقہ کتب کے ثمرات بلکہ تمام علوم کا جامع ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ:38

ترجمہ: ہم نے کتاب کے بیان کرنے میں کسی شئ کی کمی نہیں کی۔

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾﴾

سورۃ النحل، رقم الآیۃ:89

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرتی ہے اور سراسر باعث ہدایت اور رحمت ہے اور مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے۔

اس لیے قرآن کو "قرآن" کہتے ہیں۔

مباحث فی علوم القرآن: ص20

وحی، اقسامِ وحی اور نزول کی کیفیات

وحی کا لغوی معنیٰ:

شیخ مناع خلیل القطان رحمہ اللہ (م:1420ھ) لکھتے ہیں:

اَلْاِشَارَةُ السَّرِيْعَةُ وَذٰلِكَ يَكُوْنُ بِالْكَلَامِ عَلٰى سَبِيْلِ الرَّمْزِ وَالتَّعْرِيْضِ وَقَدْ يَكُوْنُ بِصَوْتٍ مُّجَرَّدٍ وَبِاِشَارَةٍ بِبَعْضِ الْجَوَارِحِ.

مباحث فی علوم القرآن: ص32

ترجمہ: "وحی" کا معنیٰ ہے جلدی سے کوئی اشارہ کرنا پھر عام ہے کہ یہ اشارہ رمز و کنایہ استعمال کر کے کیا جائے، یا کوئی بے معنیٰ آواز نکال کر، یا کسی عضو کو حرکت دے کر کیا جائے۔

لغوی اعتبار سے لفظ "وحی" کئی معانی کو شامل ہے۔

1: شیطان کا وسوسہ ڈالنا:

﴿وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤی اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ﴾

سورۃ الانعام، رقم الآیۃ:121

ترجمہ: یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو وساوس ڈال کر ورغلاتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے بحث و مباحثہ کریں۔

2: فرشتوں کو خطاب:

﴿اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:12

ترجمہ: جس وقت آپ کے پروردگار نے فرشتوں کو خطاب فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔

3: حیوان کی طرف ایسا الہام جو اس کی فطرت بن جائے:

﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾﴾

سورۃ النحل، رقم الآیۃ:68

ترجمہ: اور آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور ان جگہوں میں جہاں لوگ عمارتیں وغیرہ بناتے ہیں وہاں اپنا گھر (چھتہ) بنالے۔

4: جلدی سے اشارہ کرنا:

﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۱۱﴾﴾

سورۃ مریم، رقم الآیۃ:11

ترجمہ: (حضرت زکریا علیہ السلام) اپنے حجرے سے باہر قوم کے پاس تشریف لائے تو اپنی قوم کو (جلدی سے) اشارہ سے کہا: صبح و شام اللہ کی تسبیح میں مشغول رہو۔

5: غیر نبی کے دل میں بات ڈالنا:

﴿وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ﴾ سورۃ القصص، رقم الآیۃ:7

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی بشارت (نہ کہ وحی رسالت) کی کہ اس (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہ۔

وحی کا اصطلاحی معنیٰ:

شیخ مناع خلیل القطان رحمہ اللہ (م:1420ھ) فرماتے ہیں: كَلَامُ اللهِ تَعَالَى الْمُنَزَّلُ عَلَى نَبِيٍّ مِّنْ أَنْبِيَائِهِ.

مباحث فی علوم القرآن: ص32

ترجمہ: وحی اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اس کے نبیوں میں سے کسی نبی پر نازل ہو۔

اقسامِ وحی:

(1)وحی متلو (2)وحی غیر متلو

وحی متلو:

جس کی نماز میں بطورِ قراءۃِ قرآن تلاوت کی جائے۔

وحی غیر متلو:

جس کی نماز میں بطورِ قراءۃِ قرآن تلاوت نہ کی جائے۔ جیسے احادیثِ مبارکہ

نزولِ وحی کی کیفیات:

وحی مختلف کیفیتوں سے نازل ہوتی تھی۔

1: سچے خواب:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ.

صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:3

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنی شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے، جو بحالت نیند آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے چنانچہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب دیکھتے تو وہ صبح روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔

2: گھنٹی جیسی آواز:

أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ.

صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:2

ترجمہ: حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس گھنٹے کی آواز کی طرح آتی ہے اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے اور جب میں اسے یاد کرلیتا ہوں جو اس نے کہا تو وہ حالت مجھ سے دور ہو جاتی ہے۔

3: فرشتے کا انسانی شکل میں آنا:

أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ......وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ.

صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:2

ترجمہ: حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو وہ کہتا ہے، میں یاد کرلیتا ہوں۔

4: فرشتے کا بات دل میں ڈالنا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ......أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْقَى فِي رُوعِيَ أَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَه۔

المستدرک علی الصحیحین، باب ان اللہ لاینال فضلہ بمعصیۃ، رقم الحدیث:2136

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:... جبریل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی انسان دنیا سے اس وقت تک نہیں جاسکتا جب تک اپنا رزق مکمل نہ کرلے۔

5: فرشتہ کا اصلی شکل میں آنا:

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (م:852ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَرَ جِبْرِيلَ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا إِلَّا مَرَّتَيْنِ كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ

فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم الحدیث:4981

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دومرتبہ دیکھا ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

امام حافظ بدرالدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی رحمہ اللہ (م:855ھ) ان دوصورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَرَّةً مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَآءِ وَمَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔

عمدۃ القاری للعینی: باب إذا قال أحدکم آمین والملائکۃ فی السماء

ترجمہ: ایک مرتبہ جب وہ آسمان سے اتر رہے تھے اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔

6: بلاواسطہ مکالمہ:

معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بلاواسطہ مکالمہ ہوا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ .... فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ... الخ

صحیح البخاری، باب قولہ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما، رقم الحدیث:7517

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: اے میرے پرودگار میری امت کے لوگ جسم، دل، کان، نگاہ اور بدن ہر حیثیت سے کمزور ہیں۔ (اے میرے رب! نمازوں والے حکم میں) مزید رعایت فرما دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں عرض کی اے اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

اِرہاص، اِنزال و تنزیل، پہلی اور آخری وحی

تاریخ نزولِ قرآن سمجھنے کے لئے تمہیداً چند باتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔

1: اِرہاص:

"رہص" سنگ بنیاد کو کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں تشریف آوری یا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے حق تعالیٰ کچھ ایسی نشانیاں ظاہر فرماتے ہیں جو خرقِ عادت ہونے میں معجزات کی طرح ہوتی ہیں اور ایسی نشانیاں چونکہ نبوت کے اثبات کا مقدمہ اور اس کی تمہید ہوتی ہیں، اس لئے ان کو "اِرہاص" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ

- ❖ اصحابِ فیل کی ہلاکت کا واقعہ۔
- ❖ بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا۔
- ❖ فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ کا ایک لمحہ میں بجھ جانا۔
- ❖ کسریٰ کے محل کا زلزلہ اور اس کے چودہ کنگروں کا منہدم ہو جانا۔
- ❖ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے بدن سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے "بصریٰ" تک کے محل روشن ہو گئے۔

یہ ارہاص کہلاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ہی "مبشرات" بن کر آپ کی نبوت کے اثبات کا مقدمہ بنے۔

نوٹ: ارہاصات کے بارے میری کتاب "وعظ و نصیحت" ج3 ص419 تا434 ملاحظہ فرمائیں۔

2: اقسامِ نزول:

قرآن کریم نے اپنے نزول کے لیے دو قسم کے الفاظ بیان کیے ہیں:

1: انزال 2: تنزیل

"انزال" کا معنی یکبارگی اتارنا۔ قرآن کریم میں جہاں اِنزال کا لفظ ذکر ہوا ہے اس سے مراد قرآنِ کریم کا "لوحِ محفوظ" سے آسمانِ دنیا کی طرف نزول ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾﴾

سورۃ القدر، رقم الآیۃ:1

ترجمہ: ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اتارا۔

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنۡهُمَا فِیۡ قَوۡلِهٖ: ﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ﴾ قَالَ: أُنۡزِلَ الۡقُرۡآنُ جُمۡلَةً وَاحِدَةً حَتّٰی وُضِعَ فِیۡ بَیۡتِ الۡعِزَّةِ فِی السَّمَاءِ الدُّنۡیَا وَنَزَّلَهٗ جِبۡرِیۡلُ عَلَیۡهِ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ۔

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:12382

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ القدر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (لوحِ محفوظ سے) مکمل قرآن کریم آسمان دنیا کے بیت العزۃ میں اتارا گیا پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام (واقعات کے مطابق موقع بموقع) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے رہے۔

اور لفظِ "تنزیل" تدریجی (موقع بموقع) نزول کے لیے استعمال ہوا ہے، ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۱۰۶﴾﴾

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ:106

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کریم کو الگ الگ حصے کر کے نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں اور ہم نے اس کو تدریجاً (موقع

بموقع) نازل فرمایا۔

سب سے پہلی وحی:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات کو سب سے پہلی وحی قرار دیتے ہیں۔

سب سے آخری وحی:

﴿ وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ٭ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 281

ترجمہ: اور ایسے دن سے ڈرو جس دن تم سب اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد 9 راتوں تک زندہ رہے۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ج1 ص65 ملخصاً

اقسامِ آیات، شانِ نزول

قرآنی آیات کی اقسام:

قرآن کریم کی آیات دو قسم کی ہیں:

1: جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا کسی کا سوال نہیں بنا۔ جیسے: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ وغیرہ۔

2: جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا کسی کا سوال بنا ہو۔

مثال:

جس شخص کی مذکر اولاد فوت ہو جاتی ایسے شخص کو اہل عرب "ابتر" کہا کرتے تھے یعنی مقطوع النسل۔ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا بچپن میں انتقال ہوا تو بعض کفار مکہ کے سردار العیاذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہنے لگے۔ ایسا کہنے والوں میں عاص بن وائل کا نام خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

امام اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی المعروف بہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (م: 774ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٌ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَقَتَادَةُ: نَزَلَتْ فِي الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ قَالَ: كَانَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ إِذَا ذُكِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: دَعُوهُ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَبْتَرُ لَا عَقِبَ لَهُ فَإِذَا هَلَكَ انْقَطَعَ ذِكْرُهُ. فَأَنْزَلَ اللهُ هَذِهِ السُّورَةَ.

تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ الکوثر

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام مجاہد، امام سعید بن جبیر اور امام قتادہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الکوثر عاص بن وائل کی مذمت میں نازل ہوئی۔ امام محمد بن اسحاق؛ یزید بن رومان کے واسطے سے یہ بات ارشاد فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل کے سامنے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو کہتا تھا کہ ان کی بات چھوڑو، اس بارے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ابتر (مقطوع النسل) ہیں۔ جب ان کا انتقال ہو جائے گا تو ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا۔ اس پر اللہ رب العزت نے سورت الکوثر نازل فرمائی۔

شانِ نزول کی تعریف:

اسی طرح کے کسی خاص واقعہ یا کسی کے سوال میں نازل ہونے والی آیت / آیات / سورۃ کو علمِ تفسیر کی اصطلاح میں اس کا "سببِ نزول" یا "شانِ نزول" کہا جاتا ہے۔

شانِ نزول جاننے کے فوائد

فائدہ نمبر 1:

اس سے احکام کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم کیوں اور کن حالات میں نازل فرمایا ہے؟

مثال:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 43

ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔

اگر شانِ نزول کی روایات سامنے نہ ہوں تو قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اُس وقت جب شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی تو آخر یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ "نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ"؟ اس سوال کا جواب صرف شانِ نزول ہی سے مل سکتا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شراب کے نشے کی وجہ سے قرآن کریم کے الفاظ غلط ادا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے معنی غلط ہو جاتے ہیں اس لیے نشے کی حالت میں نماز سے منع کیا گیا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا، فَدَعَانَا وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ، فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا، وحضرتِ الصلاةُ فقدَّموا فُلَانًا -قَالَ: فَقَرَأَ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، مَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ. [قَالَ] فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾

تفسیر ابن کثیر، تحت آیۃ یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلاۃ

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ (شراب کے حرام ہونے سے پہلے) ایک مرتبہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھانے پر مدعو کیا، وہاں کھانے کے بعد شراب پی گئی، اسی حالت میں نماز کا وقت آگیا، تو ایک شخص نے امامت کی، اور اس میں نشے کی وجہ سے قرآنی آیات کی تلاوت میں بہت بڑی غلطی کر گئے سورۃ الکافرون کی آیات کو مَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ، وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ اس طرح پڑھا جس کا معنی یہ بنتا ہے کہ میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس کی اے کافرو تم عبادت کرتے ہو اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں جس کی کافرو تم عبادت کرتے ہو۔ (یعنی غیر اللہ کی عبادت جس میں بت وغیرہ شامل ہیں)، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ نمبر 2:

بسا اوقات سببِ نزول کے جانے بغیر آیت کا صحیح مفہوم ہی سمجھ میں نہیں آتا اور اگر سببِ نزول معلوم نہ ہو تو آدمی اس آیت کا بالکل غلط مطلب بھی سمجھ سکتا ہے۔

مثال:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 115

ترجمہ: اور مشرق و مغرب اللہ ہی کی ہیں، لہٰذا جدھر بھی تم رخ کر لو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے۔

اگر اس آیت کا شان نزول پیش نظر نہ ہو تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں کسی خاص جہت کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں، مشرق و مغرب سب اللہ کی ملکیت میں ہیں اور وہ ہر سمت میں موجود ہے، جس طرف بھی رخ کر لیا جائے نماز ہو جائے گی حالانکہ یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم ہی نے دوسرے مقام پر کعبہ کی طرف رخ کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔ یہ اُلجھن شانِ نزول کو دیکھ کر ہی حل ہوتی ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إِنَّ أَوَّلَ مَا نُسِخَ فِي الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكَانَ أَكْثَرُ أَهْلِهَا الْيَهُودَ أَمَرَهُ اللهُ أَنْ يَسْتَقْبِلَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَفَرِحَتِ الْيَهُودُ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ قِبْلَةَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ يَدْعُو اللهَ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ يَعْنِي نَحْوَهُ فَارْتَابَ مِنْ ذَلِكَ الْيَهُودُ وَقَالُوا ﴿ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ﴾ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ﴾ --- ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾

السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم الحدیث2338

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قرآن کریم میں سب سے پہلے نماز کے لیے قبلہ رخ ہونے والا حکم منسوخ ہوا ہے۔ معاملہ یہ پیش آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو یہاں کی زیادہ آبادی یہودیوں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے یہودی بہت خوش ہوئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دس ماہ سے کچھ ماہ زائد (پندرہ یا سولہ ماہ تک) بیت المقدس کی طرف رخ کر کے حکم خداوندی پر عمل کرتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش یہ تھی کہ بیت اللہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا دوبارہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم مل جائے اس کے لیے آپ دعا بھی مانگا کرتے تھے اور (فرطِ محبت میں) آسمان کی جانب بھی نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے تھے (کہ کب جبرئیل امین وحی لے کر پہنچیں گے ؟)

تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کے رخ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں ہم آپ کو اسی طرف قبلہ رخ ہونے کا حکم دیں گے جو آپ کی چاہت ہے۔ نماز میں اپنا رخ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف کیا کیجیے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی (موجود) ہو اپنے اپنے رخ اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔ اس کے بعد یہودیوں نے اس پر اعتراض کیا کہ آخر وہ کیا چیز ہے جس نے ان مسلمانوں کو اس قبلے (بیت المقدس) سے رخ پھیرنے پر آمادہ کر دیا جس کی طرف یہ پہلے رخ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے میرے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے! اللہ ہی کی ہیں (تمام جہات اور سمت) مشرق بھی اور مغرب بھی۔ اسی طرح یہ حکم بھی نازل ہوا کہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

فائدہ نمبر 3:

قرآن کریم بسا اوقات ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ جن کا شانِ نزول کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اور اگر ان کا صحیح پس منظر معلوم نہ ہو تو بسا اوقات – معاذ اللہ – بے فائدہ اور بے جوڑ معلوم ہونے لگتے ہیں کہ جن سے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر حرف آتا ہے۔

مثال:

﴿ وَ الّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّ الّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ﴾

سورۃ الطلاق، رقم الآیۃ:4

ترجمہ: تمہاری وہ عورتیں جو حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اگر تم کو (ان کے بارے میں) شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جن لڑکیوں کو ابھی تک حیض نہیں آیا ان کی بھی (عدت) یہی ہے۔

اس آیت میں یہ الفاظ کہ "اگر تم کو شک ہو" ان کا بظاہر کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا، یہاں تک کہ بعض حضرات نے ان الفاظ کی وجہ سے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر سن رسیدہ عورت کو جس کا حیض بند ہو چکا ہو حمل کے بارے میں کوئی شک نہ ہو تو اس پر کوئی عدت واجب نہیں ہے لیکن سبب نزول ان الفاظ کی وجہ بتاتا ہے۔

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ فِي عِدَّةِ النِّسَاءِ قَالُوا: لَقَدْ بَقِيَ مِنْ عِدَّةِ النِّسَاءِ عِدَدٌ لَمْ يُذْكَرْنَ فِي الْقُرْآنِ: الصِّغَارُ وَالْكِبَارُ اللَّائِي قَدِ انْقَطَعَ عَنْهُنَّ الْحَيْضُ، وَذَوَاتُ الْحَمْلِ. قَالَ: فَأُنْزِلَتِ الَّتِي فِي النِّسَاءِ الْقُصْرَى: ﴿وَ الّٰٓیِٔۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ وَّ الّٰٓیِٔۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ﴾

تفسیر ابن کثیر، سورۃ الطلاق تحت آیت ھذہ

ترجمہ: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی سورۃ البقرۃ میں (حیض والی) عورتوں کی عدت تو بیان کر دی گئی مدینہ منورہ بعض انصار یہ کہہ رہے ہیں کہ کچھ عورتیں ابھی ایسی ہیں جن کی عدت قرآن کریم میں بیان نہیں ہوئی، ایک تو چھوٹی بچیاں جنہیں حیض نہیں آتا، دوسرے وہ سن رسیدہ عورتیں جن کا حیض بند ہو گیا، اور تیسرے حاملہ عورتیں، اس پر سورۃ الطلاق یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ: واضح رہے کہ یہاں ﴿اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ﴾ (اگر تم کو شک ہو) میں شک سے مراد یہ ہے کہ اصل عدت حیض سے شمار ہوتی ہے اور مذکورہ تینوں قسم کی عورتوں کا حیض تو بند ہے تو پھر عدت کیسے شمار ہو گی؟ تو یہاں یہی تردد اور شک مراد ہے۔

فائدہ نمبر 4:

قرآن کریم میں ایسے مقامات بھی تھوڑے نہیں ہیں کہ جن میں کسی واقعہ کی طرف مختصر اشارہ کیا گیا ہے اور جب تک وہ واقعہ معلوم نہ ہو ان آیات کا مطلب سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

مثال:

﴿وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:17

ترجمہ: اور جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خاک کی مٹھی) پھینکی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پھینکی، بلکہ اللہ نے پھینکی۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: لَمَّا دَنَا الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَرَمَى بِهَا فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ وَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ. فَدَخَلَتْ فِي أَعْيُنِهِمْ كُلِّهِمْ وَأَقْبَلَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُونَهُمْ وَيَأْسِرُونَهُمْ وَكَانَتْ هَزِيمَتُهُمْ فِي رَمْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ﴾

تفسیر الطبری لمحمد بن جریر الطبری، تحت آیت ھذہ

ترجمہ: محمد بن قیس اور محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں کہ (غزوہ بدر کے موقع پر) کفار نے مسلمانوں کو نرغے میں لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینکی اور ساتھ یہ (بددعا) بھی فرمائی: کفار کے چہرے برباد ہو گئے۔ وہ

مٹھی بھر مٹی تمام کفار کی آنکھوں میں پڑی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر ان کفار کو قتل بھی کیا اور انہیں قیدی بھی بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی پھینکنے کی وجہ سے کفار کو شکست ہوئی اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیری اغراض

بسا اوقات مفسرین کرام آیات کے تحت بعض ایسے واقعات ذکر فرماتے ہیں جن کا شانِ نزول سے تعلق نہیں ہوتا بلکہ غرض کچھ اور ہوتی ہے۔ مثلاً:

1: اِستشہاد بالآیات:

بعض مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقعہ پر اس آیت سے استشہاد فرمایا، مفسرین اسے بھی آیت کے تحت نقل کر دیتے ہیں۔

مثال:

﴿ وَ اِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِہٖ وَ ہُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕؔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۳﴾ ﴾

سورۃ لقمان، رقم الآیۃ: 13

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ﴾ **قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ** ﴿ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ ﴾ **بِشِرْكٍ أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ** ﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕؔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ﴾

صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ إبراھیم خلیلا، رقم الحدیث: 3360

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا) نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا یہ بات تمہارے خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ ﴿ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَہُمۡ بِظُلۡمٍ ﴾ میں ظلم سے مراد شرک ہے کیا تم نے (حضرت) لقمان کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی نہیں سنی کہ (اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے)

فائدہ: اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت سے اِستشہاد فرمایا ہے۔ جسے

- ❖ امام برہان الدین ابو الحسن ابراہیم بن عمر الجعبری رحمہ اللہ (م 732ھ) نے "نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور" میں
- ❖ اور حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (م 774ھ) نے "تفسیر ابن کثیر" میں آیت ﴿یٰبُنَیَّ لَا تُشۡرِکۡ بِاللّٰہِ ؕؔ اِنَّ الشِّرۡکَ لَظُلۡمٌ عَظِیۡمٌ﴾ کے تحت نقل کر دیا ہے۔

2: اِستدلال بالآیات:

بعض مرتبہ کسی علمی مباحثہ میں کسی صحابی نے وہ آیت بطور دلیل کے پیش کر دی، مفسرین کرام اسی مناسبت کی وجہ سے وہ واقعہ اس آیت کے تحت ذکر کر دیتے ہیں۔

مثال:

﴿قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۶۵﴾ ﴾

سورۃ النمل، رقم الآیۃ: 65

ترجمہ: میرے پیغمبر! آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ آسمان و زمین کی تمام مخلوقات میں سے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور اسی وجہ

سے ان مخلوقات کو یہ بھی علم نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ:...وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ عَلَى اللهِ، وَاللهُ يَقُولُ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾

جامع الترمذی، باب ومن سورۃ الانعام، رقم الحدیث 3068

ترجمہ: حضرت مسروق بن اجدع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ کے پاس (پردے میں) ٹیک لگائے بیٹھا تھا تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابو عائشہ! (یہ مسروق بن اجدع کی کنیت ہے) کوئی شخص تین باتوں میں سے ایک بھی کہے تو وہ اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھتا ہے...... ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونے والے واقعات کو جانتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان باندھا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ "کہہ دیجیے! آسمانوں اور زمین میں اللہ کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا"

فائدہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ کے علاوہ (از خود) کوئی بھی غیب کی باتیں نہیں جانتا۔ چونکہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے استدلال کیا ہے اس لیے اس واقعہ کو

- امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نیشاپوری رحمہ اللہ (م:427ھ) نے "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" میں
- امام شمس الدین محمد بن احمد الشربینی رحمہ اللہ (م:997ھ) نے "تفسیر السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" میں
- اور امام ابو العباس احمد بن محمد بن المہدی الفاسی رحمہ اللہ (م:1224ھ) نے "البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید" میں سورۃ النمل کی اسی آیت ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ کے تحت نقل کر دیا ہے۔

اِستشہاد اور اِستدلال میں فرق:

لغت میں دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا رہتا ہے لیکن کبھی کبھار ان میں فرق بھی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ استشہاد کا معنی ہوتا ہے مُسلَّم دلیل کی تائید میں ایک بات کو پیش کرنا جبکہ استدلال کا معنی ہوتا ہے دلیل کے طور پر پیش کرنا۔

3: موافقتِ کلام:

جو بات کسی آیت میں بیان کی گئی ہے بعض مرتبہ وہی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں بھی ارشاد فرمائی، تفسیر کی کتابوں میں وہ حدیث بھی اس آیت کے تحت روایت کر دی جاتی ہے۔

مثال:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾﴾

سورۃ حٰمٓ السَّجْدَۃِ، رقم الآیۃ: 30

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے صدقِ دل سے اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا رب صرف ایک اللہ ہے اور پھر وہ اپنی اس بات پر ڈٹ گئے تو ان لوگوں پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ تم کوئی خوف دل میں نہ لاؤ اور کسی بات کا غم بھی نہ کرو اور تم جنت کے ملنے پر خوش رہو جس کا تم سے پیغمبروں کی زبانی وعدہ کیا جاتا تھا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَاعِزٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ. قَالَ: قُلْ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ.

سنن ابن ماجہ، باب کف اللسان فی الفتنۃ، رقم الحدیث:3972

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسی (جامع) بات کی نصیحت فرمائیں کہ جس میں پلے باندھ لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرے صحابی) آپ اقرار کرلیں کہ میرا رب اللہ ہے اور پھر اس عقیدے پر ڈٹ جائیں۔

فائدہ: اس حدیث مبارک کا مضمون قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے ماخوذ ہے اور کلام میں موافقت پائی جارہی ہے۔ اس حدیث کو

- ❖ امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نیشاپوری رحمہ اللہ (م:427ھ) نے "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" میں
- ❖ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (م:671ھ) نے "الجامع لاحکام القرآن" میں
- ❖ اور حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (م:774ھ) نے "تفسیر ابنِ کثیر" میں اس آیت ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾﴾ کے تحت ذکر کر دیا ہے۔

4: تعیینِ مقامِ نزول:

بعض مرتبہ مفسرین کوئی روایت محض یہ بتانے کے لئے نقل کرتے ہیں کہ آیت کس مقام پر نازل ہوئی؟ یہ روایت بھی تفسیر کے ذیل میں درج ہو جاتی ہے۔

مثال:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

صحیح البخاری، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ، رقم الحدیث:45

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن کریم) میں ایک آیت ایسی ہے اگر وہ ہمارے اوپر یعنی دین یہود میں نازل کی جاتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے پوچھا کون سی آیت؟ یہودی نے کہا: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ جس کا مفہوم یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ہم اس دن کو خوب جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں جہاں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) بروزِ جمعہ میدانِ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آیتِ مذکورہ کے مقامِ نزول کو ذکر فرمایا ہے۔

- ❖ امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (م:510ھ) نے "معالم التنزیل فی تفسیر القرآن" المعروف بہ تفسیر البغوی میں
- ❖ امام ابو حفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی رحمہ اللہ (م:775ھ) نے "اللُّباب فی علوم الکتاب" میں
- ❖ امام شمس الدین محمد بن احمد الشربینی رحمہ اللہ (م:997ھ) نے "تفسیر السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" میں اس حدیث مبارک کو مذکورہ آیت کے تحت نقل کیا ہے۔

5: تعیینِ اسماء:

قرآن کریم کچھ لوگوں کا ذکر مبہم کرتا ہے، ان کا نام نہیں ذکر کرتا، مفسرین روایتوں کے ذریعے ان لوگوں کے نام متعین کر دیتے ہیں۔

مثال:

﴿وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾

سورۃ الکہف، رقم الآیۃ: 22

ترجمہ: اور (اصحاب کہف کے بارے کچھ) لوگ کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: هُمْ مَكْسَلْمِينَا وَتَمْلِيخَا وَمَرْطُونَسُ وَبَيْنُونُسُ وَسَارِيْنُونُسُ وَذُو نَوَانِسُ وَ كَشْفَيْطَطْنُوْنَسُ وَهُوَ الرَّاعِي وَالْكَلْبُ قِطْمِيْرُ۔

تفسیر البغوی تحت آیت ھذہ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے (اصحاب کہف کے ناموں کے بارے) مروی ہے کہ ان کے نام یہ ہیں: مکسلمینا، تملیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذونوانس اور کشفیططنونس آخری شخص چرواہا تھا اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا۔

فائدہ: قرآن کریم نے اصحاب کہف کے نام ذکر نہیں کیے۔ مفسرین نے دیگر روایات کے پیش نظر ان کے نام ذکر کیے ہیں۔

قولِ فیصل:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (م: 852ھ) فرماتے ہیں:

وَفِي النُّطْقِ بِهَا اخْتِلَافٌ كَثِيْرٌ وَلَا يَقَعُ الْوُثُوْقُ مِنْ ضَبْطِهَا بِشَيْءٍ

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب قولہ ام حسبت ان اصحاب الکھف

ترجمہ: ان کے ناموں کے تلفظ میں کافی اختلاف ہے کوئی قابل اعتبار تلفظ نہیں ہے۔

6: فضائلِ آیات:

بعض احادیث میں قرآن کریم کی مختلف سورتوں یا آیتوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں، مفسرین ان روایات کو بھی متعلقہ مقامات پر نقل کر دیتے ہیں۔

مثال:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ.

صحیح مسلم: باب فضل سورۃ الکھف وآیۃ الکرسی، رقم الحدیث 257

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے گا۔

فائدہ: اس روایت میں سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے۔

- امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (م: 510ھ) نے "معالم التنزیل فی تفسیر القرآن" المعروف بہ تفسیر البغوی میں
- امام حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی شافعی رحمہ اللہ (م: 774ھ) نے "تفسیر ابنِ کثیر" میں
- امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (م: 911ھ) نے "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" میں

❖ امام شمس الدین محمد بن احمد الشربینی رحمہ اللہ (م:997ھ) نے "تفسیر السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" میں اس حدیث مبارک کو ذکر فرمایا ہے۔

7: کیفیتِ عمل بالقرآن:

بعض مقامات پر ایسی احادیث بھی تفسیر کے ذیل میں منقول ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے اس حکم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح عمل فرمایا؟

مثال:

﴿وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾﴾

سورۃ الشعراء، رقم الآیۃ:214

ترجمہ: اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو میرے عذاب سے ڈرائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ﴿وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ﴿ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾﴾

صحیح البخاری، باب وانذر عشیرتک الاقربین، رقم الحدیث4770

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قرآن کریم کی آیت﴿وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ کر (مختلف قبائل کو) زوردار آواز سے پکار کر فرمانے لگے: اے قبیلہ بنو فہر، اے قبیلہ بنو عدی اے خاندان قریش! دیکھتے ہی دیکھتے مختلف قبائل کے بہت سے لوگ آپ کی آواز پر جمع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص خود نہ آسکا تو اس نے اپنی طرف سے کوئی بندہ بھیجا کہ جاؤ دیکھو! کیا معاملہ ہے؟ ابو لہب قریش کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ وہاں پر پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تم سے کہوں کہ وادی (پہاڑ کے پیچھے) ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے کیا آپ میری بات کو سچ مانیں گے؟ سب نے بیک زبان کہا کہ بالکل ضرور سچا مانیں گے۔ ہم نے کئی بار آپ کو آزمایا ہے ہمیشہ سراپا صداقت پایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میری بات کو خوب اچھی طرح سے سنو میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو کل تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ اس پر ابو لہب کہنے لگا: اے محمد! تجھ پر ہمیشہ ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا ہے؟ اس پر سورۃ اللھب نازل ہوئی۔

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ آپ اپنے خاندان کے قریبی لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایئے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کیسے عمل کیا؟ مذکورہ بالا حدیث مبارک میں اسی کا تذکرہ موجود ہے۔

❖ امام ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (م:510ھ) نے "معالم التنزیل فی تفسیر القرآن" المعروف بہ تفسیر البغوی میں

❖ امام شمس الدین محمد بن احمد الشربینی رحمہ اللہ (م:997ھ) نے "تفسیر السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" میں

❖ بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (م:1225ھ) نے تفسیر مظہری میں اس واقعے کو اسی آیت﴿وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾﴾ کے تحت ذکر کیا ہے۔

سببِ نزول اور اختلافِ روایات مع اصولِ ستہ

اسباب نزول کے سلسلہ میں تفسیر کے دوران ایک بڑی مشکل آتی ہے کہ ایک ہی آیت کے سبب نزول میں کئی کئی مختلف روایتیں ملتی ہیں اور جو شخص تفسیر کے اصول سے واقف نہ ہو وہ الجھن کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں اختلافِ روایت کے حوالے سے چھ اصول پیش کیے جاتے ہیں۔

اصل اول:

اگر کسی آیت کی تفسیر میں دو مختلف روایتیں ہوں اور ان دونوں میں یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہوں کہ "نَزَلَتِ الْآيَةُ فِيْ كَذَا" (یہ آیت فلاں مسئلہ / معاملہ کے بارے میں نازل ہوئی) لیکن دونوں میں الگ الگ معاملات ذکر کئے گئے تو دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوتا کیونکہ ان میں سے کسی کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ معاملہ آیت کا شان نزول ہے بلکہ منشاء یہ ہے کہ فلاں مسئلہ / معاملہ بھی آیت کے حکم کے تحت داخل ہے۔

مثال:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾

سورۃ السجدۃ، رقم الآیۃ:16

ترجمہ: ان کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے جدا ہوتے ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کو ڈر اور امید (کے ملے جلے جذبات) کے ساتھ پکار رہے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں سے وہ (نیک کاموں پر) خرچ کرتے ہیں۔

روایت نمبر 1:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي هٰذِهِ الآيَةِ ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾ قَالَ: كَانُوا يَتَيَقَّظُونَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ.

سنن ابی داؤد، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل، رقم الحدیث:1323

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ --- الخ﴾ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی جو مغرب اور عشاء کے درمیان جاگتے رہتے تھے اور نفل (اوابین) پڑھتے رہتے تھے۔

روایت نمبر 2:

وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ.

سنن ابی داؤد، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل، رقم الحدیث:1323

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے اوابین کے بجائے تہجد مراد ہے۔

محاکمہ:

بظاہر شانِ نزول کا اختلاف معلوم ہوتا ہے جبکہ حقیقتاً آیت کے دو مصداق ہیں۔ اوابین اور تہجد دونوں آیت کے مفہوم میں داخل ہیں۔

اصل ثانی:

ایک مفسر کہے "نَزَلَتِ الْآيَةُ فِيْ كَذَا" دوسرا مفسر صراحۃً شان نزول بیان کرے تو یہ دوسرا معتبر ہو گا۔

مثال:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:223

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتی میں آؤ، جہاں سے چاہو۔

اس بارے میں دو روایات ہیں۔

روایت نمبر 1:

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِي فِيمَ أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَ كَذَا۔

صحیح البخاری، باب نساء کم حرث لکم ...الآیۃ، رقم الآیۃ:4526

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآن کریم کی تلاوت شروع فرماتے تو اختتام تک کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ ایک دن میں ان کی خدمت حاضر ہوا آپ رضی اللہ عنہما نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع فرمائی یہاں تک کہ آپ نے ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾ والی آیت مبارکہ کو پڑھا۔ پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کس بارے نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ "ایسا ایسا" حکم نازل ہوا تھا۔

حدیث مبارک کے آخری جملے أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَ كَذَا کے بارے میں بعض مفسرین نے مذکورہ بالا آیت کے تحت عورت سے غیر فطری مباشرت (یعنی پیچھے کی جانب جماع کرنا) ذکر کیا ہے۔

روایت نمبر 2:

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: إِذَا أَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾

صحیح مسلم، باب إذا أتی الرجل امرأتہ من دبرھا فی قبلھا، رقم الحدیث:3525

ترجمہ: امام محمد بن مُنکدِر رحمہ اللہ کے بارے مروی ہے کہ انہوں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہ یہودیوں کا نظریہ تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے اگلے حصہ میں جماع کرے تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

محاکمہ:

ان دونوں روایتوں میں سے دوسری حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مفصل اور شانِ نزول میں صریح ہے اس لیے اس کو ترجیح ہوگی اور پہلی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت مرجوح ہوگی۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب قول کے تین جوابات:

جوابِ اول:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے اگلے حصے میں جماع کر سکتا ہے۔

امام حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (م774ھ) فرماتے ہیں:

وَهٰذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا تَقَدَّمَ وَهُوَ أَنَّهُ يَأْتِيهَا فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا لِمَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

تفسیر ابن کثیر، تحت آیت نساؤکم حرث لکم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کا صحیح معنی یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے اگلے حصہ میں جماع کرے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِنَافِعٍ: مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَدْ أَكْثَرَ عَلَيْكَ الْقَوْلُ أَنَّكَ تَقُولُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَفْتَى بِأَنْ يُؤْتَى النِّسَاءُ فِي أَدْبَارِهِنَّ قَالَ نَافِعٌ: لَقَدْ كَذَبُوا عَلَيَّ وَلَكِنِّي سَأُخْبِرُكَ كَيْفَ كَانَ الْأَمْرُ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ عَرَضَ الْمُصْحَفَ يَوْمًا وَأَنَا عِنْدَهُ حَتَّى بَلَغَ ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ قَالَ: يَا نَافِعُ هَلْ تَعْلَمُ مَا أَمْرُ هَذِهِ الْآيَةِ إِنَّا كُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نُجَبِّي النِّسَاءَ، فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ وَنَكَحْنَا نِسَاءَ الْأَنْصَارِ أَرَدْنَا مِنْهُنَّ مِثْلَ مَا كُنَّا نُرِيدُ مِنْ نِسَائِنَا فَإِذَا هُنَّ قَدْ كَرِهْنَ ذَلِكَ وَأَعْظَمْنَهُ وَكَانَتْ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ إِنَّمَا يُؤْتَيْنَ عَلَى جُنُوبِهِنَّ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾

السنن الکبریٰ للنسائی، باب اتیان المرأۃ مجبّاۃ، رقم الحدیث:8929

ترجمہ: حضرت ابوالنضر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع جو کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے ان سے پوچھا کہ آپ کی طرف یہ بات بہت زیادہ منسوب ہو رہی ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کی دبر (پچھلی شرمگاہ) میں جماع کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ امام نافع فرمانے لگے کہ اس طرح کی باتیں کرنے والے لوگ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ میں آپ کو اصل معاملہ بتلاتا ہوں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کریم لے کر اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں آپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہما اس آیت ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ ﴾ پر پہنچے تو مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: نافع! جانتے ہو اس آیت مبارکہ میں کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ ہم قریشی لوگ جیسے چاہتے تھے عورتوں کے پاس آتے تھے لیکن جب ہم (مکہ سے ہجرت کر کے) مدینہ آئے یہاں آ کر ہم نے انصاری خواتین سے شادیاں کی تو ہم نے ان سے بھی اسی طریقے کے مطابق جماع کرنا چاہا جیسے ہم اپنی عورتوں سے کیا کرتے تھے۔ انصاری خواتین نے اسے ناپسند کیا اور بہت برا سمجھا۔ انصاری عورتوں کے ساتھ معروف طریقے کے مطابق (عورت کو سیدھا لٹا کر) جماع کیا جاتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتیوں میں آؤ، جیسے چاہو۔ (صرف ایک ہی طریقہ متعین نہیں بلکہ جس طریقے خواہ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر، سامنے کی جانب سے یا پشت کی جانب سے لیکن جماع صرف اگلی شرمگاہ ہی میں کرنا ہے)

فائدہ: سنن نسائی والی روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بات کا مطلب وہی ہے جو صحیح بخاری والی روایت میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے اگلے حصہ میں جماع کر سکتا ہے۔

جوابِ دوم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صراحتاً مروی ہے کہ وہ وطی فی الدبر (عورت کی پچھلی شرمگاہ میں جماع کرنا) کو انتہائی برا جانتے تھے اور اس پر شدید نکیر فرمایا کرتے تھے۔ امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی ابوجعفر الطبری رحمہ اللہ (م:310ھ) نے اپنی تفسیر میں یہ روایت ذکر کی ہے:

عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نَشْتَرِي الْجَوَارِيَ فَنُحَمِّضُ لَهُنَّ فَقَالَ: وَمَا التَّحْمِيضُ؟ قَالَ: الدُّبُرُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أُفٍّ أُفٍّ يَفْعَلُ ذَلِكَ مُؤْمِنٌ؟ أَوْ قَالَ مُسْلِمٌ.

تفسیر الطبری، تحت آیت نساؤکم حرث لکم

ترجمہ: حضرت ابوالحباب سعید بن یسار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا کہ ہم لوگ لونڈیاں خریدتے ہیں اور ان سے تحمیض کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا: تحمیض کیا ہے؟ حضرت سعید بن یسار رحمہ اللہ نے عرض کی کہ عورت کی پچھلی جانب جماع کرنا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: بھلا کوئی مومن (مسلمان) شخص ایسا (برا) کام بھی کر سکتا ہے؟

جوابِ سوم:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں عورتوں کے ساتھ بد فعلی کرنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ علامہ محمد عبد العظیم الزرقانی مصری رحمہ اللہ (م:1367ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ عُمَرَ فَتُحْمَلُ عَلٰى أَنَّهَا بَيَانٌ لِحُكْمِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ وَهُوَ التَّحْرِيْمُ. اِسْتِنْبَاطًا مِّنْهُ.

مناہل العرفان: ص115

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ پچھلی شرمگاہ میں جماع کرنا حرام ہے۔ یہ معنیٰ ان کی روایت سے اخذ کیا گیا ہے۔

اصل ثالث:

ہر مفسر صراحۃً سببِ نزول بیان کرے جو دوسرے سے مختلف ہو تو یہاں صحیح روایت کو ترجیح دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں ضعیف روایت مرجوح قرار پائے گی۔

مثال:

﴿وَ الضُّحٰى ﴿۱﴾ وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ﴿۳﴾﴾

سورۃ الضحیٰ، رقم الآیات: 1۔ الی۔ 3

ترجمہ: قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جب وہ چھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔

اس بارے میں دو طرح کی روایات ملتی ہیں:

روایت نمبر 1:

عَنِ الْأَسْوَدِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

صحیح البخاری، باب ترک القیام للمریض، رقم الحدیث: 1124

ترجمہ: حضرت اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ بات سنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جس کی وجہ سے ایک یا دو راتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد نہ پڑھ سکے۔

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِحْتَبَسَ جِبْرِيلُ عَلَى النَّبِيِّ (عَنِ النَّبِيِّ) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَبْطَأَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَ الضُّحٰى ﴿۱﴾ وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ﴿۳﴾﴾

صحیح البخاری، باب ترک القیام للمریض، رقم الحدیث: 1125

ترجمہ: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کے باعث تہجد نہ پڑھ سکے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین نے وحی لانا بند کر دی۔ اس موقع پر قریش کی ایک کافرہ عورت نے کہا: لگتا ہے تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ﴿وَ الضُّحٰى ﴿۱﴾ وَ الَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ﴿۳﴾﴾

روایت نمبر 2:

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَكَانَتْ خَادِمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِرْوًا دَخَلَ الْبَيْتَ وَدَخَلَ تَحْتَ السَّرِيْرِ وَمَاتَ فَمَكَثَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَيَّامًا لَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ. فَقَالَ: يَا خَوْلَةُ مَا حَدَثَ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللهِ جِبْرِيْلُ لَا

يَأْتِينِي فَهَلْ حَدَثَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ حَدَثٌ ......فَأَهْوَيْتُ بِالْمِكْنَسَةِ تَحْتَ السَّرِيرِ فَإِذَا شَيْءٌ ثَقِيلٌ فَلَمْ أَزَلْ حَتّٰى أَخْرَجْتُهُ فَإِذَا بِجَرْوٍ مَيِّتٍ فَأَخَذْتُهُ بِيَدِي فَأَلْقَيْتُهُ خَلْفَ الدَّارِ فَجَاءَ نَبِيُّ اللهِ تَرْعَدُ لَحْيَيْهِ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْوَحْيُ أَخَذَتْهُ الرِّعْدَةُ فَقَالَ: يَا خَوْلَةُ دَثِّرِيْنِي فَأَنْزَلَ اللهُ

﴿وَ الضُّحٰی ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ﴿۳﴾﴾

المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:636

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت خولہ بنت عاصم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک کتے کا پِلّا (چھوٹا بچہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوا، چارپائی کے نیچے گھس گیا اور وہیں پر مر گیا تو چند دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی منقطع ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی خادمہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: خولہ! میرے گھر میں کیا معاملہ پیش آیا ہے کہ جبریل امین میرے پاس وحی نہیں لا رہے؟ کیا میرے گھر میں کوئی نجاست تو نہیں ہے؟...... حضرت خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جھاڑو کے ساتھ گھر کی صفائی شروع کی چارپائی کے نیچے کوئی وزنی چیز موجود تھی میں نے کوشش کرکے اس کو نکالا تو دیکھا کہ وہ ایک کتے کا پلا تھا جو مرچکا تھا میں نے اس کو نکالا اور گھر کے پیچھے دور ایک جگہ ڈال دیا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کی داڑھی مبارک کانپ رہی تھی اور یہ داڑھی کا کانپنا اس وقت پیش آتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خولہ! مجھے چادر اوڑھاؤ! اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿وَالضُّحٰی ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ﴿۳﴾﴾

یہاں پر دوسری روایت سنداً صحیح نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں۔

بحوالہ الاتقان: ج1ص32

محاکمہ:

ان دونوں روایتوں میں سے پہلی روایت سند کے اعتبار سے صحیح ہے جبکہ دوسری روایت ضعیف ہے لہٰذا صحیح کے مقابلے میں ضعیف کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس لیے صحیح بخاری والا شانِ نزول قابل اعتماد ہے۔

اصل رابع:

بعض مرتبہ شانِ نزول میں دو روایات ہوتی ہیں، دونوں سند کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہیں لیکن ایک روایت کے حق میں کوئی وجہ ترجیح پائی جاتی ہے۔ مثلاً: ایک کی سند دوسری کے مقابلہ میں زیادہ مضبوط ہوتی ہے یا ایک کا راوی ایسا ہوتا ہے کہ جو واقعہ کے وقت موجود تھا اور دوسری روایت کا راوی واقعہ کے وقت موجود نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس روایت کو اختیار کیا جائے گا کہ جس کے حق میں "وجہ ترجیح" موجود ہو۔

مثال:

﴿وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۸۵﴾﴾

سورۃ الاسراء، رقم الآیۃ:85

ترجمہ: اور وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے (بنی) ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ تو معمولی سا ہے۔

اس بارے دو طرح کی روایات ملتی ہیں:

روایت نمبر 1:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَرِبِ (خِرَبِ) الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ

بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! مَا الرُّوحُ؟ فَسَكَتَ. فَقُلْتُ: إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ. فَقُمْتُ. فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ قَالَ:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾﴾

صحیح البخاری، باب قول اللہ تعالیٰ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، رقم الحدیث:125

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (کسی کام کے لیے) مدینہ کے بعض پرانے مکانات (کھنڈرات) میں چل رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے چھڑی سے سہارا لیے ہوئے چل رہے تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے چند یہودیوں کا گزر ہوا۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے سوال کرو! اُن میں سے بعض نے یہ رائے دی کہ نہ پوچھو! کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کوئی ایسا جواب ارشاد فرمائیں جو تمہیں ناگوار گزرے۔ جبکہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم پوچھ کر ہی رہیں گے چنانچہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے ابو القاسم! روح کیا چیز ہے؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم (وحی کے انتظار میں) خاموش ہو گئے۔ میں نے (دل ہی دل میں) کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہے، میں کھڑا ہو گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت ختم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی وقت نازل ہونے والی) آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾﴾

روایت نمبر2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِيَهُودَ: أَعْطُونَا شَيْئًا نَسْأَلُ هَذَا الرَّجُلَ، فَقَالَ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾

جامع الترمذی، باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، رقم الحدیث:3140

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ قریش نے یہودیوں سے کہا: ہمیں کوئی ایسی بات بتلاؤ جو ہم اِن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھ سکیں۔ اس پر یہودیوں نے کہا کہ ان سے روح کے بارے میں پوچھو! تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

محاکمہ:

سند کے اعتبار سے دونوں روایتیں صحیح ہیں لیکن پہلی روایت کے حق میں یہ "وجہ ترجیح" موجود ہے کہ اس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نزولِ آیت کے واقعہ کے وقت خود موجود تھے جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ نزولِ آیت کے واقعہ کے وقت خود موجود ہوں، لہٰذا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح ہو گی۔

الاتقان: ج1 ص33 ملخصاً

اصل خامس:

بعض مرتبہ ایک آیت کے اسباب نزول ایک سے زائد ہوتے ہیں یعنی ایک جیسے کئی واقعات یکے بعد دیگرے پیش آتے ہیں اور ان سب کے بعد آیت نازل ہوتی ہے۔ اب ایک راوی اس آیت کے شان نزول کا ایک واقعہ بیان کرتا ہے اور دوسرا کوئی اور واقعہ بیان کرتا ہے۔ بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت تعارض نہیں ہے، کیونکہ دونوں ہی واقعات سبب نزول ہوتے ہیں۔

مثال:

﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾﴾

سورۃ النور، رقم الآیۃ:6

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور اپنے علاوہ ان کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار خدا

کی قسم کھائے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

اس بارے روایات مختلف ملتی ہیں:

روایت نمبر 1:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ۔

صحیح البخاری، باب والخامسۃ ان لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین، رقم الحدیث:4746

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص (حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ) نے آکر عرض کی: یارسول اللہ! اس شخص کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں جس نے اپنی بیوی کے پاس اجنبی مرد کو دیکھا کیا وہ اس اجنبی کو قتل کر دے؟ پھر آپ حکم قصاص کے مطابق قاتل کو قتل کر دیں گے۔ (ایسے شخص کا معاملہ بہت پیچیدہ ہے) اسے کیا کرنا چاہیے؟ (اس موقع پر) اللہ تعالیٰ نے آیاتِ لعان نازل فرمائیں۔

روایت نمبر 2:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ۔ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَلْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ۔ فَقَالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي لَصَادِقٌ۔ فَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾

صحیح البخاری، باب ویدرء عنہ العذاب ان تشہد... الایۃ، رقم الحدیث:4747

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ (جنسی تعلقات کی) تہمت لگائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر گواہ لاؤ! ورنہ حد (قذف) کے لیے تیار ہو جاؤ۔ انہوں نے (اپنی پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بطور استعجاب نہ کہ بطور اعتراض) عرض کی: یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو (جنسی ملاپ جیسے گناہ میں) مبتلا دیکھتا ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ! ورنہ حد (قذف) کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس پر حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس ذات برحق کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنایا ہے میں اپنی بات میں سچا ہوں، ضرور اللہ تعالیٰ کوئی ایسی آیت نازل فرمائیں گے کہ جس کے ذریعے میں حدِ قذف سے بچ جاؤں گا۔ (اس موقع پر) حضرت جبریل امین علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ ﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾

محاکمہ:

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیاتِ لعان کے نزول کا سبب حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کا سوال بنا ہے جبکہ دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بنا ہے۔ بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس میں کوئی تضاد نہیں دونوں واقعات ان آیات کے نزول کا سبب ہیں۔

فائدہ: حدیث مبارک کے الفاظ کہ "اس موقع پر" آیات نازل ہوئیں اس کا مطلب یہی ہے کہ واقعات پیش آچکے تو لعان والا حکم بعد میں نازل ہوا۔ اس لیے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ان میں سے ہر ایک واقعہ حکمِ لعان کے نزول کا سبب بنا ہے۔

لِعان، حدِ قذف اور حدِ زنا:

حدیث مبارک میں "لِعان" کا لفظ آیا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں لعان کہتے ہیں کہ شوہر اپنی (مسلمہ، عاقلہ، بالغہ اور پاک دامن) بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو میاں بیوی دونوں کو قاضی کی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ جہاں قاضی صاحب پہلے ان دونوں کو ترغیب و ترہیب سے سمجھائیں گے کہ آخرت کا عذاب دنیا کی ان سزاؤں سے زیادہ سخت ہے اس لیے جھوٹی قسم اٹھانے کے بجائے اصل حقیقت کا اعتراف کر لو۔ اگر بیوی قسم اٹھانے کے بجائے اپنے جرمِ زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی شرعی سزا (حدِ زنا جو کہ شادی شدہ مرد و عورت کے لیے رجم (سنگساری) ہے) جاری کی جائے گی اسی طرح اگر شوہر قسم اٹھانے کے بجائے جھوٹے الزام لگانے والے جرم کا اعتراف کر لے تو اس پر تہمتِ زنا کی شرعی سزا (حدِ قذف 80 کوڑے) جاری کی جائے گی۔

لیکن اس کے باوجود بھی اگر دونوں قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں تو پہلے چار مرتبہ شوہر قسم اٹھا کر گواہی دے گا کہ میں نے جو اس عورت (اپنی بیوی) پر زنا کی تہمت لگائی ہے میں اپنی اس بات میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ قسم اٹھا کر گواہی دے گا کہ اگر میں (اپنی بیوی پر زنا والا) الزام عائد کرنے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس کے بعد عورت چار مرتبہ قسم اٹھا کر گواہی دے کہ میرے شوہر نے جو مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اس الزام عائد کرنے میں وہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اگر میرا شوہر میرے اوپر زنا کی تہمت لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر اللہ غضب نازل ہو۔ اگر دونوں نے قسمیں اٹھالیں تو کسی پر بھی دنیا میں سزا جاری نہیں ہوگی، البتہ اس کے بعد قاضی صاحب دونوں کے درمیان نکاح فسخ کر دیں گے اور اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور شوہر اسے اپنا بچہ ماننے سے انکار کرے تو وہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

کیا لِعان سے طلاق ہو جاتی ہے؟

اتنی بات واضح رہے کہ محض لعان والے حکم پر عمل کر لینے سے عورت پر طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ لعان سے فارغ ہونے کے بعد شوہر بیوی کو مستقل طور پر طلاق دے گا تو طلاق ہوگی اور اس کے بعد میاں بیوی کے درمیان جدائی ہوگی۔ اگر شوہر طلاق نہ دے تو قاضی صاحب ان دونوں کے درمیان جدائی کا حکم دیں گے۔ قاضی کا یہ حکم شوہر کی جانب سے طلاق کے قائم مقام ہوگا اور عورت کو طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے لعان سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ جس کی وضاحت درج ذیل حدیث مبارک میں ملتی ہے:

فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صحیح البخاری، باب اللعان و من طلق بعد اللعان، رقم الحدیث: 5308

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو تین طلاق دے چکے تھے۔

اصل سادس:

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی آیت ایک سے زائد بار نازل ہوئی اور ہر مرتبہ اس کا نزول کسی نئے واقعہ کے پس منظر میں ہوتا ہے۔ اب کسی راوی نے ایک نزول کا واقعہ ذکر کر دیا اور دوسرے نے دوسرے نزول کا۔ اس سے ظاہری طور پر تضاد معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں تضاد اس لئے نہیں ہوتا کہ یہ آیت دونوں واقعات میں دونوں مرتبہ نازل ہوئی ہوتی ہے۔

مثال:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾﴾

سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ: 113

ترجمہ: نبی اور اہل ایمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش مانگیں اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں، باوجود

اس کے کہ ان پر یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ مشرک جہنمی ہیں۔

اس بارے دو روایات ملتی ہیں:

روایت نمبر 1:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾

صحیح البخاری، باب اذا قال المشرک عند الموت لا الہ الا اللہ، رقم الحدیث: 1360

ترجمہ: حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال ہونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی پہلے سے وہاں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا: اے چچا! آپ (میری رسالت پر ایمان لاتے ہوئے کلمہ توحید) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ میں اللہ کی بارگاہ میں آپ کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: اے ابو طالب! تو عبد المطلب کے دین سے بیزار ہونا چاہتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر ان کو ایمان کی دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں (ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ) بھی برابر اپنی بات دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ابو طالب نے کہہ دیا کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہی رہے گا۔ اور دعوت ایمان کا انکاری بنا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! میں آپ کے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے اس بات سے روک نہ دیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

روایت نمبر 2:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ لَهُ: أَتَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْكَ وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ﴾

جامع الترمذی، باب ومن سورۃ التوبۃ، رقم الحدیث 3101

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اپنے مشرک ماں باپ کے لئے بخشش کی دعا مانگ رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا: کیا آپ اپنے مشرک والدین کے لئے بخشش کی دعائیں مانگ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کے لئے بخشش کی دعا کی تھی حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی مشرک تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

محاکمہ:

پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے نزول کا سبب خواجہ ابو طالب والا واقعہ بنا ہے جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب اس شخص کا واقعہ بنا ہے جو اپنے مشرک والدین کے لیے دعائے بخشش کر رہا تھا۔ بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں بلکہ یہ آیت مبارکہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔

خواجہ ابو طالب کے بارے اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد خواجہ ابو طالب کے بارے میں صحیح بات یہی ہے کہ انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا اور ایمان نہیں لائے تھے، لہٰذا وہ جنت کے بجائے جہنم جائیں گے۔ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نجات کے لئے کافی نہیں۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ہم ابو لہب اور ابو طالب کو ایک ہی صف میں کھڑا نہیں کرتے۔ ابو لہب کے کفر پر مرنے کی وجہ سے ہم بالکل پریشان نہیں کیونکہ اس نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جبکہ خواجہ ابو طالب یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے، اسلام دوست تھے، اہل اسلام کی حمایت ونصرت کی وجہ سے انہوں نے کافی مشکلات کا سامنا کیا، تکالیف برداشت کیں اور مصائب جھیلے۔ ان کے ایمان لائے بغیر فوت ہونے پر ہمیں بھی صدمہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا لیکن اس سلسلے میں ہم حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ بہر حال! ان کے عدم ایمان پر مذکورہ بالا صحیح البخاری کی روایت کے علاوہ دیگر دلائل بھی موجود ہیں۔

1: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

صحیح البخاری، باب قصۃ ابی طالب، رقم الحدیث:3883

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اپنے چچا (ابو طالب) کو کوئی فائدہ پہنچایا کیونکہ وہ آپ کا ساتھ دیتے تھے، آپ کا دفاع کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ جہنم کے بالائی طبقے میں ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے حصے میں ہوتے۔

تنبیہ: اسی حدیث کے تحت شارح صحیح بخاری حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (م:852ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا شَأْنُ مَنْ مَّاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَلَوْ كَانَ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ لَنَجَا مِنَ النَّارِ أَصْلًا وَالْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ وَالْأَخْبَارُ الْمُتَكَاثِرَةُ طَافِحَةٌ بِذٰلِكَ۔

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الرقم:10169

ترجمہ: یہ صورتحال تو اس شخص کی ہوتی ہے جو کفر پر فوت ہوا ہو اگر ابو طالب کی وفات ایمان کی حالت میں ہوتی تو آگ سے مکمل طور پر نجات پا جاتے اور بہت سی احادیث واخبار اس (عدم ایمان ابی طالب) سے لبریز ہیں۔

2: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ۔

صحیح البخاری، باب قصۃ ابی طالب، رقم الحدیث:3885

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے چچا (ابو طالب) کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ان کو میری سفارش یہ فائدہ دے گی کہ ان کو جہنم کے بالائی طبقے میں رکھا جائے جہاں عذاب صرف ٹخنوں تک ہو گا جس کی وجہ سے (صرف) ان کا دماغ کھولے گا۔

تنبیہ: شارح صحیح بخاری حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (م:852ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ تَخْتَلِفِ النَّقَلَةُ فِي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء، رقم الحدیث:4772

ترجمہ: آیت ﴿ اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾ ﴾ کا شان نزول بیان کرنے والے اس حقیقت سے

اختلاف نہیں کرتے کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

3: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ.

صحیح مسلم، باب اهون اهل النار عذابا، رقم الحدیث:435

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے شخص ابو طالب ہوں گے۔ انہوں نے صرف آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے جن کی وجہ سے اُن کا دماغ کھول رہا ہو گا۔

4: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ: لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ يَقُولُونَ: إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿ اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾ ﴾

صحیح مسلم، باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت، رقم الحدیث:37

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) سے فرمایا کہ آپ کلمہ پڑھ لیں۔ میں قیامت کے دن اس کلمے کی وجہ سے آپ کے حق میں (مسلمان ہونے کی) گواہی دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا: اگر مجھے قریش یہ طعنہ نہ دیتے کہ موت کی گھبراہٹ نے اسے کلمہ پڑھنے پہ آمادہ کر دیا ہے تو میں یہ کلمہ پڑھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ﴿اِنَّکَ لَا تَہۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ اے نبی! آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرماتے ہیں وہ اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

تنبیہ: شارح صحیح مسلم امام محی الدین یحیٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (م:676ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلَى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ.

شرح النووی علی مسلم، باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرہ الموت، رقم الحدیث:37

ترجمہ: مفسرین کرام رحمہم اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ (مذکورہ بالا) آیت مبارکہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

مکی / مدنی آیات کی تعیین، قواعدِ کلیہ اور قواعدِ اکثریہ

مکی آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرضِ ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی آیات سے مراد وہ آیات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغرضِ ہجرت مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نازل ہوئیں۔

مکی و مدنی سورتوں کی تعیین:

بعض قواعد کلی ہے اور بعض اکثری۔

قواعدِ کلیہ:

1: جن سورتوں میں لفظ﴿ کَلَّا ﴾ آیا ہے وہ مکی ہیں، اور یہ لفظ پندرہ سورتوں میں آیا ہے جو قرآن کریم کے آخری نصف میں ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

سُوْرَةُ مَرْيَمَ	سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ	سُوْرَةُ الشُّعَرَاءِ
سُوْرَةُ سَبَإٍ	سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ	سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ
سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ	سُوْرَةُ النَّبَاِ	سُوْرَةُ عَبَسَ
سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ	سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ	سُوْرَةُ الْفَجْرِ
سُوْرَةُ الْعَلَقِ	سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ	سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

2: ہر وہ سورت جس میں کوئی سجدہ ہے وہ مکی ہے۔ اس کی رو سے سورہ الحج مکی ہے لیکن اگر اسے مدنی قرار دیا جائے جیسا کہ بعض صحابہ و تابعین سے مروی ہے تو سورۃ الحج اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہو گی۔

علوم القرآن لشیخ الاسلام مفتی محمد تقی العثمانی: ص62 حاشیہ

3: وہ سورت جس میں آدم علیہ السلام اور ابلیس کا ذکر ہے وہ مکی ہے، سوائے سورۃ البقرۃ کے کہ یہ مدنی ہے۔

4: وہ سورتیں جن میں جہاد یا اس کے احکامات کا تذکرہ ہے، وہ مدنی ہیں۔

5: وہ سورتیں جن میں منافقین کا ذکر ہے وہ مدنی ہیں۔ بعض علماء نے اس قاعدہ سے سورۃ العنکبوت کو مستثنیٰ کیا ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ سورۃ العنکبوت بحیثیت مجموعی مکی ہے، مگر جن آیات میں منافقین کا ذکر ہے وہ آیات مدنی ہیں۔

قواعدِ اکثریہ:

1: مکی سورتوں میں عموماً خطاب﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ﴾ سے ہوتا ہے اور مدنی میں ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ سے۔

2: مکی آیات اور سورتیں عموماً چھوٹی اور مدنی طویل اور مفصل ہوتی ہیں۔

3: مکی سورتوں میں زیادہ تر توحید، رسالت، آخرت کے اثبات، حشر و نشر، آپ علیہ السلام کو تسلی اور اقوام سابقہ کے حالات کا ذکر ہوتا ہے اور مدنی سورتوں میں خاندانی و تمدنی قوانین، جہاد و قتال کے احکام اور حدود و فرائض کا بیان ہوتا ہے۔

4: مکی سورتوں میں عموماً خطاب بت پرستوں سے ہوتا ہے اور مدنی میں اہلِ کتاب اور منافقین سے۔

5: مکی سورتوں کا انداز عظیم الشان، استعارات، تشبیہات اور ذخیرہ الفاظ کثرت سے ہوتا ہے جبکہ مدنی سورتوں کا انداز بیان سادہ ہوتا ہے۔

سبعہ احرف کی جامع بحث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

صحیح البخاری، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، رقم الحدیث:4992

ترجمہ: یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جو ان میں سے تمہارے لیے آسان ہو، اس طریقے پر پڑھا کرو۔

سبعہ احرف کی حدیث متواتر ہے:

یہ حدیث معنی کے اعتبار سے متواتر ہے۔ حدیث و قراءت کے معروف امام علامہ محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ (م:833ھ) فرماتے ہیں:

(وَقَدْ نَصَّ) الْإِمَامُ الْكَبِيرُ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ رَحِمَهُ اللهُ عَلَى أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ تَوَاتَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

النشر فی القراءات العشر لابن الجزری، ص:21

ترجمہ: علم قراءت کے بڑے امام ابوعبید قاسم بن سَلّام رحمہ اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ اس حدیث مبارک کے نقل ہونے کی تصریح کی ہے۔

اس کے بعد امام محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ (م:833ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَتَبَّعْتُ طُرُقَ هَذَا الْحَدِيثِ فِي جُزْءٍ مُفْرَدٍ جَمَعْتُهُ فِي ذَلِكَ فَرُوِّينَاهُ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي جُهَيْمٍ وَأَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَأُمِّ أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

النشر فی القراءات العشر لابن الجزری، ص:21

ترجمہ: میں نے ایک مستقل جزء میں اس حدیث کے تمام طرق جمع کئے ہیں، ہم تک یہ حدیث مبارک حضرت عمر بن خطاب، ہشام بن حکیم بن حزام، عبد الرحمٰن بن عوف، اُبیّ بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، عبد اللہ بن عباس، ابوسعید الخُدری، حذیفہ بن یمان، ابو بکرہ، عمرو بن العاص، زید بن ارقم، انس بن مالک، سمرہ بن جندب، عمر بن ابی سلمہ، ابوجہیم، ابوطلحہ انصاری اور ام ایوب الانصاریہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے روایت کی گئی ہے۔

وَرَوَى الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ فِي مُسْنَدِهِ الْكَبِيرِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَوْمًا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: أُذَكِّرُ اللهَ رَجُلًا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ لَمَّا قَامَ فَقَامُوا حَتَّى لَمْ يُحْصَوْا فَشَهِدُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ فَقَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَأَنَا أَشْهَدُ مَعَهُمْ.

النشر فی القراءات العشر لابن الجزری، ص:21

ترجمہ: امام ابو یعلیٰ الموصلی رحمہ اللہ نے اپنی مسند کبیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منبر پر اعلان فرمایا: وہ تمام لوگ کھڑے ہو جائیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ [کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، جن میں ہر ایک شافی اور کافی ہے] چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہو گئی جسے شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی ان کے ساتھ گواہی دیتا ہوں۔

سبعہ احرف سے مراد:

حدیث میں "حروف کے اختلاف" سے مراد " قراءتوں کا اختلاف" ہے اور سات حروف سے مراد "اختلاف قراءات" کی سات نوعیتیں ہیں، چنانچہ قراءتیں تو اگرچہ سات سے زائد ہیں لیکن ان قراءتوں میں جو اختلاف پائے جاتے ہیں وہ سات اقسام میں منحصر ہیں۔

یہی قول

- ❖ امام دار الہجرۃ مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ (م:179ھ)
- ❖ امام القاضی ابو بکر محمد بن طیب بن محمد الباقلانی البصری رحمہ اللہ (م:402ھ)
- ❖ امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (م:606ھ)
- ❖ اور امام محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ (م:833ھ) کا ہے۔

فتح الباری لابن حجر: ج1 ص36، تفسیر القرطبی ج1 ص28، النشر فی القراءات العشر: ج1 ص28

حتیٰ کہ فن قراءۃ کے مشہور امام محمد بن محمد الجزری رحمہ اللہ (م:833ھ) اس قول کو بیان کرنے سے قبل فرماتے ہیں:

وَلَا زِلْتُ أَسْتَشْكِلُ هَذَا الْحَدِيثَ وَأُفَكِّرُ فِيهِ وَأُمْعِنُ النَّظَرَ مِنْ نَيِّفٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيَّ بِمَا يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ صَوَابًا إِنْ شَاءَ اللهُ۔

النشر فی القراءات العشر: ج1 ص28

کہ میں اس حدیث کے بارے میں اشکالات میں مبتلا رہا اور اس پر تیس سال سے زیادہ غور و فکر کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس کی ایسی تشریح کھول دی جو ان شاء اللہ صحیح ہو گی۔

یہ سب اس بات پر تو متفق ہیں کہ حدیث میں "سات حروف" سے مراد اختلاف قراءات کی سات نوعیتیں ہیں لیکن پھر ان نوعیتوں کی تعیین میں ان کے اقوال میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک نے قراءات میں اختلاف کی نوعیتوں کا استقراء اپنے طور پر الگ الگ کیا ہے مگر سب سے زیادہ مستحکم اور جامع مانع قول امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (م:606ھ) کا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ قراءات کا اختلاف سات اقسام میں منحصر ہے۔

1: اسماء کا اختلاف:

جس میں اِفراد، تثنیہ، جمع، اور تذکیر و تانیث دونوں کا اختلاف داخل ہے۔ اس کی مثال سورۃ الانعام آیت نمبر 115 ﴿ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ وَ تَمَّتْ كَلِمَاتُ رَبِّكَ ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔

2: افعال کا اختلاف:

کسی قراءۃ میں صیغہ ماضی ہو، کسی میں مضارع اور کسی میں امر۔ اس کی مثال سورۃ سبا آیت نمبر 19 ﴿ رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کی جگہ ﴿ رَبُّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ بھی آیا ہے۔

3: وجوہِ اعراب کا اختلاف:

جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہوں اس کی مثال سورۃ البقرۃ آیت نمبر 282 ﴿ وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کو ﴿ وَ لَا يُضَآرُّ كَاتِبٌ ﴾ پڑھا گیا ہے۔ اور سورۃ البروج آیت نمبر 115 ﴿ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۵﴾ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں اس کو ﴿ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ﴿۱۵﴾ ﴾ پڑھا گیا ہے۔

4: الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔ اس کی مثال سورۃ التوبۃ آیت نمبر 100 ﴿ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ﴾ پڑھا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ اللیل آیت نمبر 3 ﴿ وَ مَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ﴿۳﴾ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ وَالذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰۤی ﴿۳﴾ ﴾ ہے اور اس میں ﴿ وَ مَا خَلَقَ ﴾ کا لفظ نہیں ہے۔

5: تقدیم و تاخیر کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں کوئی لفظ مقدم اور کوئی مؤخر ہو، اس کی مثال سورت ق آیت نمبر 19 ﴿ وَ جَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ وَ جَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡحَقِّ بِالۡمَوۡتِ ﴾ پڑھا گیا ہے۔

6: بدلیت کا اختلاف:

ایک قراءۃ میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءۃ میں اس کی جگہ دوسرا لفظ۔ اس کی مثال سورۃ الحجرات آیت نمبر 6 ﴿ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا ﴾ ہے جبکہ ایک قراءۃ میں ﴿ فَتَثَبَّتُوۡۤا ﴾ پڑھا گیا ہے۔

7: لہجوں کا اختلاف:

جس میں تفخیم، ترقیق، امالہ، قصر، مد، اظہار اور ادغام وغیرہ کے اختلافات شامل ہیں۔ مثلاً: ﴿ مُوۡسٰی ﴾۔ ایک قراءۃ میں اِمالہ کے ساتھ ﴿ مُوۡسَیۡ ﴾ ہے جبکہ دوسری قراءۃ میں اسے ﴿ مُوۡسٰی ﴾ بغیر امالہ کے ہے۔

نسخ کی تعریف / اقسام، قرآن کے لیے ناسخ، منسوخ آیات کی تعداد

نسخ کا لغوی معنی:

اَلنَّسۡخُ لُغَةً هُوَ الۡاِزَالَةُ.

غرائب القرآن لنظام الدین لحسن بن محمد النیسابوری: ج1 ص355

ترجمہ: نسخ کے لغوی معنی ہیں: مٹانا، ازالہ کرنا۔

نسخ کا اصطلاحی معنی:

رَفۡعُ الۡحُكۡمِ الشَّرۡعِيِّ بِدَلِيۡلٍ شَرۡعِيٍّ.

مناہل العرفان لمحمد عبد العظیم الزرقانی، البحث: ماھو النسخ

ترجمہ: کسی حکم شرعی کو کسی شرعی دلیل سے ختم کر دینا۔

مطلب یہ ہے کہ بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ ایک شرعی حکم نافذ فرماتے ہیں پھر کسی دوسرے وقت میں اپنی حکمت بالغہ کے پیش نظر اس حکم کو ختم کر کے اس جگہ کوئی نیا حکم عطا فرما دیتے ہیں (بلکہ وہ حکم ہوتا ہی ایک معلوم مدت تک کے لیے ہے جو صرف اللہ کے علم میں ہوتی ہے) اس عمل کو "نسخ" کہا جاتا ہے۔ پرانے حکم کو "منسوخ" اور نئے کو "ناسخ" کہتے ہیں۔

مثال:

حکیم صاحب مریض شخص کو پہلے ایک دوائی دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں بعد پہلے والی دوا ختم کر کے دوسری دوائی دیتے ہیں۔ حکیم اپنے علم حکمت کے مطابق مریض کی حالت کو جانتا ہے کہ کون سی دوا پہلے دینی ہے اور کون سی دوا بعد میں دینی ہے۔ کوئی شخص بھی حکیم کے اس عمل کو جہالت نہیں کہتا بلکہ اس کی خوبی بتلاتا ہے کہ حکیم صاحب جانتے ہیں کہ اس مرض کو دور کرنے کے لیے اس سے متعلقہ ایک اور مرض کو دور کرنا ضروری تھا چنانچہ انہوں نے پہلے وہ دوا دی جس سے ایک مرض ٹھیک ہوا اس کے بعد دوسری دوا دی جس سے دوسرا مرض ٹھیک ہو گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات جو حکیم مطلق ذات ہے وہ بھی ازل سے جانتے ہیں کہ پہلے کون سا حکم دینا ہے اور بعد میں کون سا حکم دینا ہے۔

فائدہ: جس کے بارے میں یہ مثال دی جا رہی ہے یہ ہر اعتبار سے مثال کے مطابق نہیں۔ اس لیے کہ حکیم صاحب کا علم ظنی ہے، اسبابِ علم کا محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم قطعی ہے اور اسبابِ علم کا محتاج نہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ احکام میں تبدیلی لانا حکمتِ الٰہیہ کے عین مطابق ہے۔

نسخ کی اقسام:

نسخ کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

1: منسوخ التلاوۃ والحکم:

جس کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔ ان آیات کی تلاوت بھی جائز نہیں اور نہ ہی ان پر عمل کرنا جائز ہے۔

عَنۡ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنۡهَا أَنَّهَا قَالَتۡ: كَانَ فِيمَا أُنۡزِلَ مِنَ الۡقُرۡآنِ: عَشۡرُ رَضَعَاتٍ مَعۡلُومَاتٍ يُحَرِّمۡنَ ثُمَّ نُسِخۡنَ بِخَمۡسٍ مَعۡلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ فِيمَا يُقۡرَأُ مِنَ الۡقُرۡآنِ.

صحیح مسلم: باب التحریم بخمس رضعات، رقم الحدیث: 1452

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو قرآن نازل ہوا تھا اس میں آیت "عَشۡرُ رَضَعَاتٍ مَعۡلُومَاتٍ يُحَرِّمۡنَ" تھی (یعنی دس بار معلوم و معروف طریقے سے دودھ پلانا، حرمت (رضاعت) کا سبب بن جاتا ہے) جو بعد میں بِخَمۡسٍ مَعۡلُومَاتٍ (یعنی پانچ معلوم

ومعروف طریقے سے دودھ پلانے کے حکم سے) منسوخ ہوگئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ان کی تلاوت کی جاتی رہی۔

فائدہ: اس روایت کے الفاظ "فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ" کا ظاہری معنی ہرگز ہرگز مراد نہیں کہ "خمس رضعات" کی آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قرآن میں تھی اور منسوخ نہیں ہوئی۔

علامہ محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی رحمہ اللہ (م:676ھ) مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وَمَعْنَاهُ أَنَّ النَّسْخَ بِخَمْسِ رَضَعَاتٍ تَأَخَّرَ إِنْزَالُهُ جِدًّا حَتَّى إِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقْرَأُ خَمْسُ رَضَعَاتٍ وَيَجْعَلُهَا قُرْآنًا مَتْلُوًّا لِكَوْنِهِ لَمْ يَبْلُغْهُ النَّسْخُ لِقُرْبِ عَهْدِهِ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ النَّسْخُ بَعْدَ ذَلِكَ رَجَعُوا عَنْ ذَلِكَ وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ هَذَا لَا يُتْلَى .

شرح مسلم للنووی، رقم الحدیث:1452

ترجمہ: اس روایت کا معنی یہ ہے کہ پانچ رضعات والی آیت انتہائی آخری دور میں منسوخ ہوئی تھی حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو بعض لوگ اس آیت کو پڑھتے تھے اور وحی متلو کی طرح اس کو قرآن مجید کا حصہ سمجھتے تھے کیونکہ اس آیت کا منسوخ ہونا انتہائی آخری دور میں ہوا اس لیے انہیں اس آیت کے منسوخ ہونے کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ جب ان لوگوں کو اس آیت کے منسوخ ہونے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس آیت کو تلاوت کرنا چھوڑ دیا اور اس بات پر متفق ہوئے کہ اس کی تلاوت نہیں کرنی۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں جس حرمت کا ذکر ہے اسے "حرمتِ رضاعت" کہتے ہیں۔یعنی بچہ / بچی اپنی ماں کے علاوہ کسی اور عورت کا دودھ پینے کی مدت میں دودھ پی لے خواہ وہ دودھ کم ہو یا زیادہ۔ جس عورت نے دودھ پلایا ہے یہ اس کی رضاعی ماں جبکہ اس عورت کی اولاد رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ پھر جیسے نسب کے رشتوں میں جن سے نکاح کرنا شرعاً حرام ہے اسی طرح رضاعت کے رشتوں میں بھی ان سے نکاح کرنا شرعاً حرام ہو جاتا ہے۔

نوٹ: مزید تفصیلات کتب فقہ میں موجود ہیں۔

2:منسوخ التلاوۃ دون الحکم:

جس کی تلاوت منسوخ ہو اور حکم باقی ہو۔ ایسی آیات پر اس وقت عمل کیا جائے گا جب اس پر سلف وخلف کا اجماع ہو جیسا کہ سورۃ النور کی آیت: "اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ" کہ اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے لیکن شادی شدہ زانی / زانیہ کے رجم کا حکم آج بھی باقی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے:

اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ.

سنن ابن ماجہ، باب الرجم، رقم الحدیث:2553

ترجمہ: شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو رجم (سنگسار) ہی کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہدِ مبارک میں اس حکم پر عمل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم بھی اسی طرح کرتے رہے ہیں۔

3:منسوخ الحکم دون التلاوۃ:

جس کا حکم منسوخ لیکن تلاوت باقی ہو۔ایسی آیات کی تلاوت تو کی جاتی رہے گی البتہ عمل صرف ناسخ پر کیا جائے گا۔ منسوخ پر نہیں۔

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٨٠﴾﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:180

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اگر وہ مال چھوڑ رہا ہو تو اس پر دستور کے مطابق وصیت کرنا فرض ہے، والدین اور اقرباء کے

لیے، یہ حکم متقیوں پر لازم ہے۔

درج بالا آیت کا حکم درج ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ:11

ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔

قرآن کے لیے ناسخ:

قرآن کی آیات کا ناسخ خود قرآن بھی ہو سکتا ہے اور حدیث متواتر بھی، البتہ خبرِ آحاد اور احادیثِ مشہورہ سے قرآن کا نسخ نہیں ہو سکتا۔

نسخ القرآن بالقرآن:

﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:65

ترجمہ: اگر تم میں سے بیس آدمی استقامت رکھنے والے ہوں گے تو وہ دو سو افراد پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے۔

درج بالا آیت درج ذیل آیت سے منسوخ ہے۔

﴿اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾

سورۃ الانفال، رقم الآیۃ:66

ترجمہ: اب اللہ نے تمہارے لیے آسانی پیدا کی ہے اور اللہ اس کو جانتے ہیں کہ اب تم میں کچھ کمزوری آگئی ہے، لہٰذا اب اگر تم میں سے ایک سو افراد استقامت والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے۔

نسخ القرآن بالحدیث المتواتر:

قرآن مجید سے وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے لیکن احادیثِ متواترہ کے پیش نظر پاؤں پر موزے پہننے کی صورت میں ان پر مسح بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب رحمہ اللہ (م:182ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يَجُوزُ نَسْخُ الْقُرْآنِ بِالسُّنَّةِ إِذَا وَرَدَتْ كَوُرُودِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الِاسْتِفَاضَةِ۔

احکام القرآن للجصاص، تحت سورۃ المائدۃ، باب ذکر الخلاف فی المسح علی الخفین

ترجمہ: سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے قرآن مجید کے کسی حکم کو نسخ کرنا اس وقت جائز ہے جب وہ اس تواتر سے مروی ہو جیسے موزوں پر مسح کرنے والی روایات کثرت کے ساتھ مروی ہیں۔

اس کے تواتر کی تصریح کرتے ہوئے حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (م:852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِنَ الْحُفَّاظِ بِأَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مُتَوَاتِرٌ وَجَمَعَ بَعْضُهُمْ رُوَاتَهُ فَجَاوَزُوا الثَّمَانِينَ وَمِنْهُمُ الْعَشَرَةُ وَفِي ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرِهِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ حَدَّثَنِي سَبْعُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری، باب المسح علی الخفین، رقم الحدیث:201

ترجمہ: حُفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے موزوں پر مسح کرنے کا حکم متواتر ہے بعض حضرات نے اس کے روایت کرنے والوں کی تعداد کو جمع کیا تو ان کی تعداد 80 سے بھی متجاوز ہوگئی جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ اور (مُصنَّف) ابن ابی شیبہ اور دیگر کتب

حدیث میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ بات منقول ہے کہ مجھے ستر صحابہ نے موزوں پر مسح والی حدیث مبارک روایت کی ہے۔

منسوخ آیات قرآنی کی تعداد:

امام ابو عبد اللہ محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی الشافعی رحمہ اللہ (م:794ھ) کے ہاں 63 آیات منسوخ ہیں۔

البرہان فی علوم القرآن، تحت بحث النسخ فی القرآن

امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (م:911ھ) کے ہاں 19 آیات منسوخ ہیں۔

الاتقان فی علوم القرآن، تحت بحث النسخ فی القرآن

امام شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم بن وجیہہ الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (م:1176ھ) کے ہاں 5 آیات منسوخ ہیں۔

الفوز الکبیر، تحت بحث النسخ فی القرآن

فائدہ: یہ نزاع لفظی ہے نہ کہ حقیقی، کیونکہ متقدمین کی اصطلاح میں نسخ کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس میں بہت سی وہ صورتیں داخل ہیں جو متاخرین کے ہاں "نسخ" میں نہیں آتیں۔ مثلا: متقدمین کے نزدیک عام کی تخصیص، مطلق کی تقیید وغیرہ نسخ کے مفہوم میں داخل ہیں اس کے برخلاف متاخرین صرف اس صورت کو نسخ قرار دیتے ہیں جس میں سابقہ حکم کو بالکلیہ ختم کر دیا گیا ہو محض عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید کو متاخرین نسخ شمار نہیں کرتے۔

عام کی تخصیص کی مثال:

﴿وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ:221

ترجمہ: مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

آیت میں ﴿اَلْمُشْرِكٰتِ﴾ کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کی مشرکہ عورتوں کو شامل ہے خواہ اہل کتاب ہوں یا بت پرست ہوں۔

درج بالا آیت کے لفظ ﴿اَلْمُشْرِكٰتِ﴾ کے عموم میں درج ذیل آیت کے لفظ ﴿اُوْتُوا الْكِتٰبَ﴾ سے تخصیص کر دی گئی ہے۔

﴿وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾

سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ:5

ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے باعفت عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں۔

فائدہ: متقدمین کے ہاں یہ بھی نسخ کہلاتا ہے جبکہ متاخرین اسے نسخ قرار نہیں دیتے۔

مطلق کی تقیید کی مثال:

﴿فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾

سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ:89

ترجمہ: (قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو، یا پھر ان مساکین کو کپڑے دو، یا پھر ایک غلام آزاد کرو۔ ہاں ایسا شخص کہ جس کے پاس ان مذکورہ تینوں چیزوں میں کچھ نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے۔ یہ تمہاری ان قسموں کا کفارہ ہے جو تم نے توڑ دی ہوں۔ اپنے قسموں کی (توڑنے سے) حفاظت کیا کرو۔

کفاراتِ قسم میں سے جو آخری قِسم ہے یعنی تین دن روزے رکھنا یہ مطلق ہے اس میں تینوں دن مسلسل بلاناغہ رکھنے کی کوئی قید نہیں

درج بالا آیت کے مطلق حکم کو درج ذیل آیت کی قید سے مقید کر دیا گیا ہے۔ یعنی یہی آیت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءۃ میں تینوں دن مسلسل بلاناغہ کی قید کے ساتھ مذکور ہیں:

﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ﴾

ترجمہ: ایسا شخص کہ جس کے پاس ان مذکورہ تینوں چیزوں میں کچھ نہ ہو تو وہ تین دن مسلسل بلاناغہ روزے رکھے۔

فائدہ: متقدمین کے ہاں یہ بھی نسخ کہلاتا ہے جبکہ متاخرین اسے نسخ قرار نہیں دیتے۔

تفسیر اور تاویل کا معنی

تفسیر کا لغوی معنی:

اَلتَّفْسِيْرُ فِي اللُّغَةِ: تَفْعِيْل مِنَ الفَسْرِ بِمَعْنَى الْإِبَانَةِ وَالْكَشْفِ وَإِظْهَارِ الْمَعْنَى الْمَعْقُوْلِ.

ترجمہ: لغت میں تفسیر "فسر" سے ہے جس کا معنی ہے: ظاہر کرنا، کھولنا اور معنی معقول بیان کرنا۔

مباحث فی علوم القرآن للشیخ مناع القطان: ص323

تفسیر کا اصطلاحی معنی:

مفتی بغداد علامہ ابو الثناء شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ بن محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی رحمہ اللہ (م:1270ھ) فرماتے ہیں:

عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ كَيْفِيَّةِ النُّطْقِ بِأَلْفَاظِ الْقُرْآنِ وَمَدْلُوْلَاتِهَا وَأَحْكَامِهَا الْإِفْرَادِيَّةِ وَالتَّرْكِيْبِيَّةِ، وَمَعَانِيْهَا الَّتِيْ تُحْمَلُ عَلَيْهَا حَالَةَ التَّرْكِيْبِ وَتَتِمَّاتٌ لِذٰلِكَ كَمَعْرِفَةِ النَّسْخِ وَسَبَبِ النُّزُوْلِ وَقِصَّةٍ تُوَضِّحُ مَا أُبْهِمَ فِي الْقُرْآنِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ.

تفسیر روح المعانی، تحت خطبۃ المفسر

ترجمہ: علم تفسیر وہ علم ہے کہ جس میں قرآن کریم کے الفاظ کی ادائیگی کے طریقے اور ان کے مفہوم اور ان کے اِفرادی اور ترکیبی احکام اور اُن معانی سے بحث کی جاتی ہو جو کہ ان الفاظ سے جوڑنے کی حالت میں مراد لیے جاتے ہیں اور ان معانی کا تکملہ جو ناسخ و منسوخ اور شان نزول اور غیر واضح مضمون کی وضاحت میں بیان کیا جائے۔

مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں علم تفسیر کے درج ذیل اجزاء ہیں:

1: الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے
2: الفاظ قرآن کے مفہوم
3: الفاظ کے انفرادی احکام
4: الفاظ کے ترکیبی احکام
5: ترکیبی حالت میں الفاظ کے مجموعی معنی
6: معانی کے تکملے یعنی آیات قرآنی کا پس منظر اور مجمل کی تفصیل

تاویل کا لغوی معنی:

وَالتَّأْوِيْلُ فِي اللُّغَةِ: مَأْخُوْذٌ مِّنَ الْأَوْلِ وَهُوَ الرُّجُوْعُ إِلَى الْأَصْلِ.

مباحث فی علوم القرآن للشیخ مناع القطان، باب التفسیر والتاویل

ترجمہ: لغت میں "تاویل" "اَوّل" سے مشتق ہے جس کا معنی "اصل کی جانب لوٹنا" ہے۔

تاویل کا اصطلاحی معنی:

وَقَالَ الْبَغْوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: اَلتَّأْوِيْلُ: هُوَ صَرْفُ الْآيَةِ إِلَى مَعْنًى مُحْتَمَلٍ يُوَافِقُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا غَيْرَ مُخَالِفٍ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنْ طَرِيْقِ الْاِسْتِنْبَاطِ

الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن لابی زید عبد الرحمٰن بن محمد بن مخلوف الثعالبی، باب الفرق بین التفسیر والتاویل

ترجمہ: امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (علم تفسیر میں) تاویل کا معنی یہ ہے کہ آیت کا ایسا معنی کرنا کہ جس معنی کا وہ آیت احتمال رکھتی ہو کہ اپنے سے پہلے اور اپنے سے بعد والے مضمون کے موافق رہے مزید یہ کہ وہ اس معنی مراد لینے میں کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو۔

تفسیر اور تاویل فرق

1: امام ابو عبیدہ مَعْمَر بن المثنی التیمی البصری رحمہ اللہ (م:209ھ) فرماتے ہیں:

هُمَا بِمَعْنیً. [یہ دونوں ہم معنی ہیں]

2: ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی الحنفی (م:333ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّفْسِيْرُ: اَلْقَطْعُ بِأَنَّ مُرَادَ اللهِ تَعَالٰى كَذَا وَالتَّأْوِيْلُ: تَرْجِيْحُ أَحَدِ الْمُحْتَمَلَاتِ بِدُوْنِ قَطْعٍ.

[تفسیر مرادِ الٰہی کو قطعی طور پر بیان کرنے کا نام جبکہ تاویل چند احتمالات میں سے ایک کو راجح کرنے کا نام ہے]

3: امام ابو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی رحمہ اللہ (م:502ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّفْسِيْرُ: أَعَمُّ وَأَكْثَرُ إِسْتِعْمَالِهٖ فِي الْأَلْفَاظِ وَمُفْرَدَاتِهَا فِي الْكُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ وَغَيْرِهَا. وَالتَّأْوِيْلُ: فِي الْمَعَانِيْ وَالْجُمَلِ فِي الْكُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ خَاصَّةً.

[تفسیر کا عام اور اکثر استعمال آسمانی کتب اور اس کے علاوہ دیگر کتب کے الفاظ اور مفردات میں ہوتا ہے جبکہ تاویل کا استعمال صرف آسمانی کتب کے معانی اور جملوں میں ہوتا ہے]

4: بعض اہل علم فرماتے ہیں:

اَلتَّفْسِيْرُ: مَا يَتَعَلَّقُ بِالرِّوَايَةِ وَالتَّأْوِيْلُ: مَا يَتَعَلَّقُ بِالدِّرَايَةِ.

[تفسیر وہ ہے جو روایت (نقل کرنے) سے متعلق ہو اور تاویل وہ ہے جو درایت (سمجھنے) سے متعلق ہو]

روح المعانی للعلامہ آلوسی بتغییر یسیر

تفسیرِ قرآن کے قابلِ اعتبار مآخذ

وہ قابل اعتبار ذرائع جن سے قرآن کریم کی تفسیر معلوم ہو سکتی ہے، علماء امت نے ان کی تعداد چھ بتائی ہے:

1) تفسیر القرآن بالقرآن
2) تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
3) تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین
4) تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ
5) تفسیر القرآن بلغۃ العرب
6) تفسیر القرآن بعقل سلیم

1: تفسیر القرآن بالقرآن:

ایک جگہ ابہام پایا جا رہا ہو، یا کوئی بات مجمل دکھائی دے رہی ہو تو دوسری آیت اس ابہام کو دور کرتی اور اجمال کی توضیح کر دیتی ہے۔

مثال:

﴿ اِہْدِ نَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٥﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾

سورۃ الفاتحہ، رقم الآیات: 6،5

ترجمہ: [اے اللہ!] آپ ہمیں سیدھے راستے پر چلائیں، ان لوگوں کے راستے پر جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے۔

درج بالا آیت کی تفسیر درج ذیل آیت سے کی گئی ہے۔

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ﴾

سورۃ النساء، رقم الآیۃ: 69

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور وہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل چند اہم تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن از محمد امین بن محمد مختار رحمہ اللہ، المتوفی: 1393ھ (عربی)

2: تفسیر القرآن بالقرآن از محمد فاروق (عربی)

2: تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں بھیجنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے قرآنی آیات کی تفسیر و توضیح فرمائیں۔

﴿ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾

سورۃ النحل، رقم الآیۃ: 44

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرما دیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں۔

اس لیے قرآن کی تفسیر میں آپ کی احادیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

مثال:

﴿فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا ﴿۸﴾﴾

سورۃ الانشقاق، رقم الآیۃ:8

ترجمہ: (جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا) اس کا آسان حساب لیا جائے گا۔

درج بالا آیت کی تفسیر درج ذیل حدیث مبارک سے صحیح طور پر سمجھ میں آتی ہے اور ایک علمی اشکال کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتّٰى تَعْرِفَهُ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالٰى ﴿فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا ﴿۸﴾﴾ قَالَتْ فَقَالَ إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ۔

صحیح البخاری، باب من سمع شیئا فلم یفھمہ فراجع فیہ حتی یعرفہ، رقم الحدیث:103

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت شریفہ یہ تھی جب بھی کوئی بات سنتیں تو اسے اچھی طرح سمجھتی بھی تھیں اگر خود سمجھنے میں کہیں دشواری پیش آتی تو بات کہنے والے کی طرف رجوع کرتیں کہ مجھے سمجھاؤ! یہاں تک کہ اس بات کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لیتیں۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قیامت والے دن) جس شخص سے حساب لیا گیا وہ مارا گیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ آسان حساب لیا جائے گا۔ (جبکہ آپ فرما رہے کہ جس سے حساب لیا گیا، وہ مارا گیا۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا آسان حساب ہو گا) جس کی محض پیشی ہوئی لیکن (جو بات میں نے ابھی فرمائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ) جس شخص سے یہ پوچھ لیا گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ یعنی تفتیش شروع ہو گی تو یوں سمجھو کہ وہ شخص مارا گیا۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: انوار التنزیل والتاویل از قاضی بیضاوی رحمہ اللہ، المتوفیٰ:685ھ (عربی)

2: تفسیر القرآن العظیم از امام ابن کثیر رحمہ اللہ، المتوفیٰ:774ھ (عربی)

3: فتح المنان فی تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر حقانی لعلامہ عبد الحق حقانی دہلوی رحمہ اللہ، المتوفیٰ:1389ھ (اردو)

3: تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست قرآن کریم کی تعلیم وتربیت حاصل کی۔

امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن حبیب بن ربیعۃ السُلمی التابعی الکوفی المقری رحمہ اللہ (م:74ھ) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا الَّذِينَ كَانُوا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ كَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِمَا أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا تَعَلَّمُوا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يَتَجَاوَزُوهَا حَتّٰى يَعْلَمُوا مَا فِيهَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ۔

الاتقان فی علوم لقرآن تحت النوع الثامن والسبعون

ترجمہ: ہمیں ایسی ہستیوں نے تعلیم دی جو قرآن کی تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا کرتے تھے مثلاً حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ وہ لوگ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں سیکھتے تو ان آیتوں سے آگے نہ بڑھتے جب تک ان آیتوں کی تمام علمی وعملی باتوں کو نہ جان لیتے۔

مثال:

﴿اَوَ لَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا﴾

سورۃ الانبیاء، رقم الآیۃ:30

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہوا ہے کیا انہیں یہ بات معلوم نہیں کہ تمام آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے انہیں کھولا۔

اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے خوب واضح ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا﴾ قَالَ: اِذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الشَّيْخِ فَاسْأَلْهُ ثُمَّ تَعَالَ فَأَخْبِرْنِي بِمَا قَالَ لَكَ. قَالَ: فَذَهَبَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ. فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ. كَانَتِ السَّمٰوَاتُ رَتْقًا لَا تُمْطِرُ وَكَانَتِ الْأَرْضُ رَتْقًا لَا تُنْبِتُ. فَلَمَّا خَلَقَ لِلْأَرْضِ أَهْلًا فَتَقَ هٰذِهٖ بِالْمَطَرِ وَفَتَقَ هٰذِهٖ بِالنَّبَاتِ. فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اَلْآنَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَدْ أُوتِيَ فِي الْقُرْآنِ عِلْمًا. صَدَقَ. هٰكَذَا كَانَتْ.

تفسیر ابن کثیر، تحت سورۃ الانبیاء، رقم الایۃ:30

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص (میرے پاس) آیا جو سورۃ الانبیاء کی درج ذیل آیت کی تفسیر دریافت کرنے لگا۔ ﴿اَوَ لَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا﴾ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کیا کفار نے دیکھا نہیں کہ آسمان وزمین بند تھے، پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: آپ عبد اللہ بن عباس کے پاس چلے جائیں اور اُن سے اس کی تفسیر معلوم کر لیں اور ہاں وہ جو اس کی تفسیر آپ کو بتائیں اس سے مجھے بھی آگاہ کرنا۔ وہ شخص عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا اور اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آسمان خشک تھے، ان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین بانجھ تھی اس سے کچھ اگتا نہیں تھا، بارش کے طفیل زمین یہ پودے اگانے لگی؛ گویا آسمان کا فتق (پھٹنا) بارش کے ساتھ ہے اور زمین کا پھل پودے اگانے کے ساتھ ہے۔ اس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب یہ تفسیر بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اب پختہ یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن کریم کا خصوصی علم عطا ہوا ہے، واقعی انہوں نے سچ فرمایا ہے۔

تنبیہ: تفسیر القرآن باقوال الصحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں چند باتیں قابلِ توجہ ہیں:

1: اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اصولِ حدیث کے مطابق قبول کیا جائے گا۔

2: قولِ صحابی اگر مرفوع حدیث کے خلاف ہو تو مرفوع حدیث کو ترجیح ہو گی۔

3: اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف کی صورت میں تطبیق دی جائے ورنہ مجتہد جس قول کو ترجیح دے گا وہ قابلِ قبول ہو گا۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: تفسیر مجاہد از ابو الحجاج مجاہد بن جبر التابعی رحمہ اللہ، المتوفیٰ:103ھ (عربی)

2: تفسیر یحیٰ بن سلام از یحیٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ التیمی رحمہ اللہ، المتوفیٰ:200ھ (عربی)

4: تفسیر القرآن باقوال التابعین رحمہم اللہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کرام رحمہم اللہ کا مبارک زمانہ ہے، یہ علم و عرفان اور تقویٰ وورع کے اعتبار سے ایسا زمانہ ہے جس کے بہتر ہونے کی گواہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ تابعین کرام رحمہم اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو علمی و عملی امانتیں لی تھیں وہ امت کے حوالے کی ہیں اس مبارک زمانے میں قرآن کریم، حدیث اور فقہ اسلامی پر اخلاص کے ساتھ بہت زیادہ کام

ہوا ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر میں تابعین کرام کے اقوال ملتے ہیں جو درحقیقت علم صحابہ سے ماخوذ ہیں۔

مثال:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴿۲﴾﴾

سورۃ المؤمنون، رقم الآیات: 1، 2

ترجمہ: وہ اہل ایمان کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

امام ابو محمد حسن بن موسیٰ راعی بصری التابعی رحمہ اللہ (م: 110ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿خٰشِعُوْنَ﴾ اَلَّذِيْنَ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى.

تفسیر السمرقندی، تحت سورۃ المومنون آیت ھذہ

ترجمہ: (اس آیت میں) خشوع کرنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو پوری نماز میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے۔

تنبیہ اس بارے میں مندرجہ ذیل باتیں قابلِ توجہ ہیں:

1: یہاں تابعین سے مراد وہ تابعین ہیں جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علمی استفادہ کیا ہو۔

2: قولِ تابعی حجت ہو گا اگر اس کے مقابل قولِ تابعی نہ ہو ورنہ دوسرے دلائل سے ترجیح دی جائے گی۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: تفسیر عبد الرزاق از ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الیمانی رحمہ اللہ، المتوفیٰ: 211ھ (عربی)

2: تفسیر تُستری از ابو محمد سہل بن عبد اللہ التستری رحمہ اللہ، المتوفیٰ: 283ھ (عربی)

5: تفسیر القرآن بلغۃ العرب:

قرآن وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کرام رحمہم اللہ میں کوئی صراحت نہ ملے تو آیت کی تفسیر لغتِ عرب کے عام محاورات کے مطابق کی جائے گی۔

مثال:

﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾

سورۃ النحل، رقم الآیۃ: 47

ترجمہ: یا اللہ تعالیٰ ان (مجرموں) کو اس طرح اپنی گرفت میں لے کہ وہ آہستہ آہستہ گھٹتے چلے جائیں۔

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ فَسَكَتَ النَّاسُ فَقَالَ شَيْخٌ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ: هِيَ لُغَتُنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، التَّخَوُّفُ التَّنَقُّصُ.... فَقَالَ عُمَرُ: أَتَعْرِفُ الْعَرَبُ ذٰلِكَ فِي أَشْعَارِهِمْ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ شَاعِرُنَا أَبُو كَبِيرٍ الْهُذَلِيُّ يَصِفُ نَاقَةً.....

تَخَوَّفَ الرَّحْلُ مِنْهَا تَامِكاً قَرِدًا

كَمَا تَخَوَّفَ عُودَ النَّبْعَةِ السَّفَنُ

فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِدِيوَانِكُمْ شِعْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ فِيهِ تَفْسِيرَ كِتَابِكُمْ وَمَعَانِيَ كَلَامِكُمْ.

تفسیر القرطبی، سورۃ النحل تحت آیت ھذہ

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے اس دوران آپ

نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ اَوۡ یَاۡخُذَہُمۡ عَلٰی تَخَوُّفٍ ﴾ کے بارے کیا جانتے ہیں؟ سامعین خاموش رہے۔ یہ سن کر قبیلہ بنوھُذیل کے ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اے امیر المومنین یہ ہماری زبان ہے اور اس میں "تخوف" کمی اور نقصان کو کہتے ہیں...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اہل عرب نے اپنے اشعار میں اس لفظ کا یہ معنی مراد لیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ جی ہاں، ہمارے قبیلے کے شاعر ابو کبیر الھذلی نے اپنی اونٹنی کی تعریف ان اشعار میں کی ہے:

تَخَوَّفَ الرَّحۡلُ مِنۡهَا تَامِكاً قَرِدًا

كَمَا تَخَوَّفَ عُوۡدَ النَّبۡعَةِ السَّفَنُ

ترجمہ: کجاوہ کی رسی اونٹنی کے کوہان کے بال کو کم کرتی رہتی ہے، جیسا کہ لوہا کشتی کی لکڑی کو کم کرتا رہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو فرمایا: اپنے دیوان کو مضبوطی سے تھامے رکھو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: دیوان سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے اشعار، اس میں قرآن کی تفسیر اور تمہاری زبان کے معانی موجود ہیں۔

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: معانی القرآن از ابو اسحاق ابراہیم بن سری بن سھل الزجاج رحمہ اللہ، المتوفیٰ 311ھ (عربی)

2: تفسیر راغب از ابو القاسم حسین بن محمد رحمہ اللہ، المتوفیٰ: 502ھ (عربی)

6: تفسیر القرآن بعقل سلیم:

عقل سلیم کی دنیا کے ہر کام میں اہمیت ہوتی ہے اور پچھلے مآخذ سے فائدہ اٹھانا بھی بغیر عقل سلیم کے معتبر نہیں۔ اہل علم نے اس معاملہ میں یہ اصول بتایا ہے کہ عقل سلیم کے ذریعہ مستنبط ہونے والے وہی مسائل اور معارف معتبر ہوں گے جو سابق مآخذ سے متصادم نہ ہوں۔

مثال:

﴿لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ﴿۴۹﴾ اَوۡ یُزَوِّجُہُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾﴾

سورۃ الشوریٰ، رقم الآیات: 49، 50

ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یا پھر ان کو ملا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے، یقیناً وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (م: 671ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ: وَقَدْ أَنْكَرَ قَوْمٌ مِنْ رُءُوسِ الْعَوَامِّ وُجُودَ الْخُنْثَى لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَسَمَ الْخَلْقَ إِلَى ذَكَرٍ وَأُنْثَى. قُلْنَا: هٰذَا جَهْلٌ بِاللُّغَةِ وَغَبَاوَةٌ عَنْ مَقْطَعِ الْفَصَاحَةِ وَقُصُورٌ عَنْ مَعْرِفَةِ سَعَةِ الْقُدْرَةِ. أَمَّا قُدْرَةُ اللهِ سُبْحَانَهُ فَإِنَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَأَمَّا ظَاهِرُ الْقُرْآنِ فَلَا يَنْفِي وُجُودَ الْخُنْثَى لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى قَالَ: ﴿لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ﴾ فَهٰذَا عُمُومُ مَدْحٍ فَلَا يَجُوزُ تَخْصِيصُهُ لِأَنَّ الْقُدْرَةَ تَقْتَضِيهِ.

الجامع لاحکام القرآن، سورۃ الشوریٰ تحت آیت 49، 50

ترجمہ: قاضی ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں نے خنثیٰ کے وجود کا انکار کیا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو مذکر اور مؤنث بنایا ہے (اس میں خنثیٰ کا ذکر نہیں، اس لیے اس کا وجود ہی نہیں) ہم جواب دیتے ہیں کہ ایسا کہنا لغت سے ناواقف ہونے، فصیح کلام نہ سمجھنے اور قدرت باری تعالیٰ سے کم معرفت رکھنے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو بہت وسیع ہے۔ ظاہر قرآن بھی خنثیٰ کے وجود کی نفی

نہیں کرتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ﴾ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عموم مدح کے لیے ہے اس لیے اس آیت کی تخصیص کرنا درست نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ (خنثیٰ کو پیدا کرنا) قدرت باری کا تقاضا ہے (کہ جو چاہے پیدا کرے)

فائدہ: اس موضوع پر درج ذیل تفاسیر قابل مطالعہ ہیں۔

1: ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم از امام ابو السعود رحمہ اللہ، المتوفیٰ:95ھ (عربی)

2: مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر از امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ، المتوفیٰ:606ھ (عربی)

نا قابلِ اعتبار مآخذ

ما قبل میں ان مآخذِ تفسیر کا ذکر کیا گیا جو مستند و معتبر حیثیت کے حامل ہیں۔ اب غیر مستند و غیر معتبر مآخذ پیش کیے جاتے ہیں۔

[۱] اسرائیلی روایات [۲] تفسیر بالرائے

1: اسرائیلی روایات:

یہود و نصاریٰ سے نقل ہونے والی ہر وہ بات جس کا تعلق روایات، واقعات یا مواعظ وغیرہ میں سے کسی سے بھی ہو خواہ وہ ان سے سینہ بسینہ یا ان کی کتابوں سے نقل ہوتی آئی ہوں، انہیں "اسرائیلی روایات" کہا جاتا ہے۔

اسرائیلیات کا حکم:

اسرائیلیات کے بارے میں علمائے امت کا نظریہ تقریباً ایک ہی ہے، اگرچہ الفاظ و تعبیرات مختلف ہیں۔

حافظ ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (م:774ھ) فرماتے ہیں:

اسرائیلی روایات کی تین قسمیں ہیں۔

أَحَدُهَا: مَا عَلِمْنَا صِحَّتَهُ مِمَّا بِأَيْدِينَا مِمَّا يَشْهَدُ لَهُ بِالصِّدْقِ فَذَاكَ صَحِيحٌ

پہلی قسم: جن کے صحیح ہونے کی تصدیق ہم دوسرے خارجی دلائل (قرآن، سنت، اجماع) سے یقینی طور پر حاصل کر چکے ہوں۔

وَالثَّانِي: مَا عَلِمْنَا كَذِبَهُ بِمَا عِنْدَنَا مِمَّا يُخَالِفُهُ.

دوسری قسم: جن روایات کے جھوٹے ہونے کا علم ہم خارجی دلائل سے حاصل کر چکے ہوں۔

وَالثَّالِثُ: مَا هُوَ مَسْكُوتٌ عَنْهُ لَا مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ وَلَا مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ، فَلَا نُؤْمِنُ بِهِ وَلَا نُكَذِّبُهُ، وَتَجُوزُ حِكَايَتُهُ لِمَا تَقَدَّمَ، وَغَالِبُ ذَلِكَ مِمَّا لَا فَائِدَةَ فِيهِ تَعُودُ إِلَى أَمْرٍ دِينِيٍّ

تیسری قسم: جن روایات کے بارے میں خاموشی اختیار کرلی جائے نہ تو وہ پہلی قسم سے ہے (کہ جن کے صحیح ہونے کا یقین ہو) اور نہ ہی وہ دوسری قسم سے ہے (کہ جن کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو) اس لیے ہم نہ تو ان کے صحیح ہونے پر صدق دل سے اعتقاد رکھتے ہیں اور نہ ہی ان کو جھٹلاتے ہیں ہاں ان واقعات کو اسی اصول (لَا نُؤْمِنُ بِهِ وَلَا نُكَذِّبُهُ) کے تحت محض نقل کیا جاسکتا ہے اور اس تیسری قسم میں سے اکثر ایسی ہیں کہ جن کو نقل کرنے میں کوئی دینی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

تفسیر ابن کثیر، تحت مقدمۃ التفسیر

2: تفسیر بالرائے:

وَقَالَ ابْنُ النَّقِيبِ رَحِمَهُ اللهُ جُمْلَةُ مَا تَحَصَّلَ فِي مَعْنَى حَدِيثِ التَّفْسِيرِ بِالرَّأْيِ خَمْسَةُ أَقْوَالٍ:

امام ابن النقیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرائے کے بارے میں مجموعی طور پر پانچ اقوال ملتے ہیں۔

أَحَدُهَا: اَلتَّفْسِيْرُ مِنْ غَيْرِ حُصُوْلِ الْعُلُوْمِ الَّتِي يَجُوْزُ مَعَهَا التَّفْسِيْرُ۔

پہلا قول: یہ کہ تفسیر قرآن کیے لیے جن علوم کی ضرورت ہے، کوئی شخص ان کو حاصل کئے بغیر تفسیر کرنے لگ جائے۔

اَلثَّانِي: تَفْسِيْرُ الْمُتَشَابَهِ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ.

دوسرا قول: کوئی شخص ان متشابہات کی تفسیر کرنے لگے جن کی مراد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اَلثَّالِثُ: اَلتَّفْسِيْرُ الْمُقَرِّرُ لِلْمَذْهَبِ الْفَاسِدِ بِأَنْ يُجْعَلَ الْمَذْهَبُ أَصْلًا وَالتَّفْسِيْرُ تَابِعًا فَيَرُدُّ إِلَيْهِ بِأَيِّ طَرِيْقٍ أَمْكَنَ وَإِنْ كَانَ ضَعِيْفًا.

تیسرا قول: غلط مذہب کو ثابت کرنے کے لئے تفسیر کرنا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہب فاسد کو تو اصل بنائے اور تفسیر کو اس کے تابع کرے اور جس طرح بھی ممکن ہو کھینچ تان کر قرآن کریم کو اپنے مذہب پر چسپاں کرنے کی کوشش کرے۔

اَلرَّابِعُ: اَلتَّفْسِيْرُ بِأَنَّ مُرَادَ اللهِ كَذَا عَلَى الْقَطْعِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ

چوتھا قول: بغیر دلیل کے کسی آیت کی تفسیر میں یہ دعویٰ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قطعی مراد یہی ہے۔

اَلْخَامِسُ: اَلتَّفْسِيْرُ بِالْاِسْتِحْسَانِ وَالْهَوٰى

پانچواں قول: محض اپنی خواہش و پسند کے مطابق تفسیر کرنا۔

الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی: ج4 ص219

تفسیر بالرائے کا حکم:

تفسیر بالرائے حرام ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ......مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

جامع الترمذي، باب ماجاء في الذي يفسر القرآن برایہ، رقم الحدیث: 2951

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔

جامع الترمذی، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برایہ، رقم الحدیث: 2952

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی، اس نے اگر ٹھیک بات بھی کہی، تب بھی غلط کیا۔

چند عربی تفاسیر کا تعارف

1: تاویلاتِ اھل السنۃ از امام ابو منصور محمد بن محمد الماتریدی رحمہ اللہ:

ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی الحنفی رحمہ اللہ (م333ھ) علم عقائد وکلام کے معروف امام ہیں۔ معتزلہ کا شدت کے ساتھ رد کرنے کی وجہ سے ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کے بعض ان افکار کا جن کا دفاع کرنا ادلہ شرعیہ کی روشنی میں مشکل تھا، اصلاح فرمائی اور معتزلہ کی تردید اور اہل السنۃ والجماعۃ کے افکار کی تائید میں راہِ اعتدال اختیار فرمائی۔ فروع میں امام اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمہ اللہ (م:150ھ) کے مقلد تھے۔ "تاویلات اہل السنۃ" کے نام سے قرآن پاک کی ایک تفسیر بھی تحریر فرمائی۔ اس میں مفسر نے جن خصوصیات کو ملحوظ رکھا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1: آیات میں ممکنہ احتمالات ذکر کرنے کے بعد ہر احتمال پر علمی مناقشہ فرماتے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ثقہ مفسرین کے اقوال لا کر راجح قول کا تذکرہ "والاصل عندنا" یا "وعندنا" کے الفاظ سے کرتے ہیں۔

2: اگر آیت کی تفسیر کسی غیر اہل السنت نے کی ہو تو اس کا نام صراحت سے لیتے ہیں مثلاً ابو بکر الاصم یا جعفر بن حرب یا اس فرقہ کا نام لیتے ہیں جو اس قول کا قائل ہوتا ہے مثلاً معتزلہ، کرامیہ، خوارج وغیرہ۔ پھر اس شخص یا اس فرقہ کا نظریہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے رد کرتے ہیں۔

3: جب کوئی آیت کسی فقہی مسئلہ سے متعلق ہو تو اس کی تفسیر اپنے امام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق کرتے ہیں۔

4: آیاتِ قرآنی کی تاویلات کرتے ہوئے مختلف قراءتوں کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں حتیٰ کہ قراءات شاذہ کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

5: آیات کی تفسیر کے دوران جب لغوی معنی کی ضرورت ہو تو اپنی رائے ضرور بیان کرتے ہیں۔

6: ان کے دور میں اگر کسی نے ان پر رد کرتے ہوئے حدود سے تجاوز کیا ہو تو اس کی غلطی پر تنبیہ ضرور کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر اس تفسیر میں عقائد و نظریات کے بیان کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

2: احکام القرآن از امام ابو بکر احمد بن علی الجصّاص رحمہ اللہ:

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی المعروف بالجصاص رحمہ اللہ (م:370ھ) مشہور مفسر اور فقیہ ہیں۔ آپ کی تفسیر کا زیادہ تر موضوع قرآن کریم سے فقہی احکام ومسائل کا استنباط ہے۔ اس میں مفسر نے جن خصوصیات کو ملحوظ رکھا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1: قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم، احادیث مبارکہ، آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے کرتے ہیں۔ یعنی تفسیر القرآن بالماثور کے طریقے کو اختیار فرماتے ہیں۔

2: متعدد تفسیری اقوال میں مطابقت اور توافق کا اہتمام کرتے ہیں۔

3: لغوی معانی کو اہتمام کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس سے قرآن کریم کی مراد سمجھنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

4: اختلافی اقوال میں مذہب احناف کو دلائل کی قوت سے ترجیح دیتے ہیں۔

3: تفسیر مفاتیح الغیب از امام محمد بن عمر بن الحسین الرازی رحمہ اللہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی رحمہ اللہ (م:606ھ) مشہور مفسر، محدث، فقیہ اور فلسفی ہیں۔ "رے" (ایران) میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے والد ضیاء الدین عمر رحمہ اللہ خطیب تھے، اس لیے آپ "ابن الخطیب" بھی کہلاتے ہیں۔ آپ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ خوارزم میں معتزلہ عقائد کے خلاف تبلیغ کے لیے گئے لیکن وہاں سے بخارا اور سمرقند جانے پر مجبور ہوئے۔ 1190ء میں غزنی اور پنجاب کا دورہ کیا۔ پھر ہرات میں مستقل سکونت اختیار کی اور ایک مدرسے میں شیخ الاسلام کی حیثیت سے تدریس میں مصروف ہو گئے۔ سلطان

علاؤالدین محمد خوارزم شاہ رحمہ اللہ آپ کے سرپرست تھے۔ حاسدوں نے آپ کو زہر دے دیا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ آپ نے علوم دین کو فلسفیانہ پیرائے میں پیش کیے۔ علم الکلام میں مشہور تصنیف "اساس التقدیس" ہے۔

اس تفسیر کا اصلی نام "مفاتیح الغیب" ہے، لیکن "تفسیر کبیر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں مفسر نے جن خصوصیات کو ملحوظ رکھا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1: علم العقائد سے متعلقہ مباحث کو دلیل اور تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

2: آیات قرآنیہ سے کسی گمراہ فرقے نے استدلال کیا ہو تو اس کا رد قران و سنت کے ساتھ ساتھ عقلی طور پر بھی کرتے ہیں۔

3: امکانی طور پر جو اعتراض ہو سکتے ہیں ان کو سوال کی صورت میں ذکر کر کے اس پر تسلی بخش کلام کرتے ہیں۔

4: فلسفہ و منطق اور دیگر علوم کی بحثیں بھی اس میں ذکر کرتے رہتے ہیں۔

4: تفسیر مدارک التنزیل از امام عبد اللہ بن احمد النسفی رحمہ اللہ:

علامہ امام حافظ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی رحمہ اللہ (م: 710ھ) بہترین متکلم، زاہد، متقی و پرہیز گار ہیں۔ ان کی تفسیر بہت مقبول ہے اس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1: تفسیر القرآن بالماثور کو ترجیح دیتے ہیں۔

2: آیات عقائد کی خوب توضیح کرتے ہیں۔

3: باطل اور گمراہ فرقوں کے استدلال کو ذکر کر کے ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں۔

4: فقہی مسائل کو حنفی نقطہ نظر سے بیان کرتے ہیں۔

5: تفسیر القرآن الکریم از امام اسماعیل بن خطیب المعروف بہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ:

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن خطیب ابی حفص عمر بن کثیر دمشقی الشافعی رحمہ اللہ (م: 774ھ) کی مایہ ناز تفسیری خدمت ہے یہ دراصل "تفسیر ابنِ جریر" سے مستفاد ہے۔ تاہم ابن جریر رحمہ اللہ کے بر خلاف صحت روایت کا کافی التزام کرتے ہیں۔ آیات کی تفسیر روایات وآثار اور متقدمین کے اقوال کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اس تفسیر کے بارے میں:

1: امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (م: 911ھ) فرماتے ہیں:
لَمْ يُؤَلَّف على نَمَطِهِ مثلُهُ (اس طرز پر دوسری تفسیر نہیں لکھی گئی)

2: شیخ الاسلام محمد زاہد بن حسن الکوثری رحمہ اللہ (م: 1371ھ) فرماتے ہیں:
هُوَ مِنْ أَفْيَدِ كُتُبِ التَّفْسِيْرِ بِالرِّوَايَةِ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر بالروایہ میں سب سے زیادہ مفید کتاب ہے)

3: مولانا عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ (م: 1420ھ) فرماتے ہیں:

مصنف اس کتاب میں پہلے "تفسیر القرآن بالقرآن" کا اہتمام کرتے ہیں، پھر تفسیر القرآن بالاحادیث النبویہ کا اہتمام کرتے ہوئے اسانید پر بحث کرتے ہیں، پھر تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس تفسیر کا طرز مختصراً یہ ہے:

1: آپ دوران بحث جرح و تعدیل کے اصولوں کے مطابق صحیح روایات کو ضعیف روایات سے نکھار کر پیش کرتے ہیں۔

2: آیات کا شان نزول بھی بیان کرتے ہیں۔ آیاتِ احکام کی تفسیر میں فقہی مسائل پر بھی بحث کرتے ہیں اور فقہاء کے اختلافی اقوال و دلائل بیان کرتے ہیں۔

3: مختلف مقامات پر لغتِ عرب سے استدلال کرتے ہیں اور اقوال عرب کو نظائر و شواہد کے طور پر پیش کرتے ہوئے آیت کی تشریح بیان کرتے ہیں۔

4: قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حسب موقع اختلاف قرأت و اعراب، صرفی و نحوی ترکیب اور الفاظ کی لغوی تحقیق کے علاوہ ان کے مصادر، تثنیہ، جمع اور اصطلاحی مفہوم بھی بیان کرتے ہیں۔

5: ناسخ و منسوخ آیات کی وضاحت، اس بارے میں مفسرین اور فقہاء کی اختلافی آراء اور جمہور کی تائید میں اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کرتے ہیں

6: اسرائیلی روایات کے بارے میں جمہور کا موقف بیان کرتے ہیں۔

6: تفسیرِ جلالین از جلال الدین محلی و جلال الدین سیوطی رحمہا اللہ:

علامہ جلال الدین محمد بن احمد بن محمد محلی رحمہ اللہ (864ھ) اور امام عبد الرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (م: 911ھ) کی تفسیر ہے۔ دونوں کا لقب چونکہ جلال الدین ہے، اس لیے تفسیر "تفسیر الجلالین" سے موسوم ہوئی، علامہ سیوطی کو دو لاکھ احادیث یاد تھیں اور متعدد دینی علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ "الاتقان فی علوم القرآن، لباب النقول في أسباب النزول" وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں، آپ علامہ محلی کے شاگرد ہیں۔ علامہ محلی رحمہ اللہ نے "سورۃ الکہف" سے اخیر قرآن تک کی تفسیر لکھی اور شروع سے "سورۃ الفاتحہ" کی تفسیر لکھی تھی کہ وفات پا گئے۔ پھر علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے استاذِ محترم کے نہج کو باقی رکھتے ہوئے تفسیر پایہ تکمیل تک پہنچائی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ کوئی عالم محض مطالعہ کی بنیاد پر دونوں کے درمیان خطِ امتیاز نہیں کھینچ سکتا۔ فن تفسیر کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر ہے، اگر اسے قرآن مجید کا عربی ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا، قرآنی اور تفسیری الفاظ سورۃ مدثر تک تقریباً برابر ہیں اس کے بعد تفسیری کلمات کی تعداد قرآنی کلمات سے زیادہ ہے۔ ان میں دونوں حضرات نے جن خصوصیات کو ملحوظ رکھا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1: الفاظ کا لغوی معنیٰ اور مرادی معنی بیان کیا گیا ہے۔

2: حسب موقع اختلاف قرأت، صرفی و نحوی ترکیب کو بھی اہتمام سے ذکر کرتے ہیں۔

3: تفسیر کے لیے لمبی عبارات کی بجائے اشارات سے کام لیا گیا ہے۔

تنبیہ: اس میں بعض مقامات بہت زیادہ قابل اشکال بھی ہیں۔

7: التفسیر المظہری از امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (م: 1225ھ) معروف مفسر اور فقیہ ہیں۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ کو "بیہقی وقت" کہتے تھے۔ آپ نے اپنے شیخ طریقت مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اس کا نام "تفسیر مظہری" رکھا ہے۔ آپ کی یہ تفسیر بہت سادہ اور واضح ہے اور اختصار کے ساتھ آیات قرآنی کی تشریح معلوم کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس میں مفسر نے جن خصوصیات کو ملحوظ رکھا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1: تفسیر القرآن بالماثور کو اہمیت سے ذکر کرتے ہیں۔

2: حسب موقع اختلاف قرأت و اعراب، صرفی و نحوی ترکیب اور الفاظ کی لغوی تحقیق کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

3: فقہی مسائل کو حنفی مذہب کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں۔

علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ "شاید ایسی تفسیر بسیطِ ارض میں نہ ہو" (بروایت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ)

8: تفسیر روح المعانی از امام محمود آلوسی رحمہ اللہ:

علّامہ ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی الحنفی رحمہ اللہ (م: 1270ھ) "مفتی بغداد" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ "آلوس" نامی

گاؤں میں پیدا ہوئے جو بغداد اور ملک شام کے درمیان واقع تھا۔ آپ اپنے زمانے میں تفسیر، حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم ہیئت، صرف و نحو اور منقولات و معقولات کے امام تھے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے حصول تعلیم کے بعد تیرہ برس کی عمر سے تعلیم و تدریس کا باقاعدہ سلسلہ شروع کیا۔ آپ خود لکھتے ہیں: "میں نے 1252ھ میں تفسیر شروع کی اور پندرہ سال میں 4 ربیع الاول 1267ھ کو مکمل فرمائی۔"

اس کا پورا نام "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" ہے۔ یہ تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ مفسر نے اپنی اس تفسیر کو بڑی حد تک جامع بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کی چند ایک خصوصیات یہ ہیں:

1: آیات عقائد کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

2: روایات حدیث کے معاملے میں احتیاط اور خوب تحقیق سے کام لیتے ہیں۔

3: تصوف (سلوک واحسان) کے مسائل کو قرآنی آیات کے ذیل سے مستنبط کرتے ہیں۔

4: فلسفہ، لغت، نحو، بلاغت کو بھی وقتاً فوقتاً لاتے رہتے ہیں۔

5: فقہی مسائل کو حنفی نقطہ نظر سے بڑی شرح و بسط سے بیان کرتے ہیں۔

نوٹ: درس قرآن کے مطالعہ کے لیے کم وقت کے پیش نظر مذکورہ بالا تفاسیر میں سے احکام القرآن للجصاص، مدارک التنزیل، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

چند اردو تفاسیر کا تعارف

1: تفسیر موضح البیان از مولانا شاہ عبد القادر دہلوی رحمہ اللہ:

حضرت شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (م:1230ھ) کا لکھا ہوا قرآن کریم اردو ترجمہ ہے۔ اردو زبان میں یہ قرآن کریم کا پہلا بامحاورہ ترجمہ ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (م:1339ھ) اس ترجمہ میں متعدد خوبیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: "حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کا ترجمہ جیسے استعمال محاورات میں بے نظیر سمجھا جاتا ہے ویسے ہی باوجود پابندی محاورہ، قلت تغیر اور خفت تبدل میں بھی بے مثل ہے۔"

مقدمہ ترجمہ شیخ الہند

2: تفسیرِ عثمانی از شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہما اللہ:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (م:1339ھ) نے حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ موضح القرآن کو جدید اسلوب میں بیان کیا تھا اور سورۃ النساء تک اس کی مختصر سی تفسیر بھی تحریر فرمائی تھی لیکن ان کی تکمیل کا موقع میسر نہ آسکا، اس پر تفسیری فوائد کا باقی کام حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (م:1369ھ) نے کیا۔ اردو زبان میں یہ لکھی گئی یہ تفسیر بہت ساری کتب تفسیر کا نچوڑ ہے۔

3: تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (م:1362ھ) نے اس میں انتہائی عمدہ پیرائے میں منشاء قرآن کو کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ جامعیت کے ساتھ تفسیری مضامین کو بیان کیا گیا ہے آیات سے دور حاضر کے مسائل کا حل، سلوک واحسان اور تصوف کے مسائل کو اخذ کیا گیا ہے۔

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (م:1352ھ) کی سوانح میں اس بارے ایک واقعہ موجود ہے: "بیان القرآن یعنی قرآن حکیم کی تفسیر جسے مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے علم ریز قلم نے تیار کیا جب اس کا مطبوعہ نسخہ دیوبند پہنچا اور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بالاستیعاب اس کا مطالعہ کیا تو طلباء سے درس بخاری میں ارشاد فرمایا کہ "میں نے اپنے ذوق علمی کو محفوظ رکھنے کے لیے اردو سے مطالعہ میں ہمیشہ پرہیز کیا تاآنکہ اپنی نجی مراسلت کی زبان بھی عربی اور فارسی ہی رکھی اور ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم و تحقیق سے خالی ہے لیکن مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیقات سے بہرہ ور ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ "بیان القرآن" جیسی چست تفسیر دیکھنے میں نہیں آئی۔"

درس کی یہ روایت کسی نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تک پہنچادی۔ اسے سننے کے بعد ممدوح کا یہ تاثر تھا کہ "حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ایسے بڑے عالم کی تعریف و توثیق کے بعد میں "بیان القرآن" کے لیے کسی اور توصیف کا منتظر نہیں ہوں۔"

(حیات محدث کشمیری: ص288)

4: تفسیر معارف القرآن از شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ:

علم کلام اور علم تفسیر کے ماہر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (م:1394ھ) کی لکھی ہوئی لاجواب تفسیر ہے۔ حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ مقدمۃ التفسیر میں فرماتے ہیں: "میرے دل میں خیال آیا کہ ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جو مطالب قرآنیہ کی توضیح و تشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ پر اور بقدر ضرورت لطائف و معارف اور نکات اور مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو پھر یہ کہ وہ ترجمہ اور تفسیر سلف صالحین رحمہم اللہ کے مسلک سے ذرہ برابر بھی ہٹا ہوا نہ ہو اور کسی جگہ بھی اپنی رائے اور خیال اور نظریہ کو قرآن کے بہانے سے پیش کرکے مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب نہ دیا جائے، جیسا کہ آج کل آزاد منشوں کا طریقہ ہے کہ قرآن کی تفسیریں لکھ کر اس لیے شائع کر رہے ہیں کہ تاویل اور تحریف کے ذریعے قرآنی تعلیمات کو مغربی تہذیب و تمدن کے مطابق کردیں اور اپنے حسبِ منشاء قرآن کے معنی گڑھ کر خیالات باطلہ کے نام سے مسلمانوں میں پھیلایا جائے۔"

5: تفسیر معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ:

سابق مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (م:1396ھ) کی اردو زبان میں لکھی گئی مقبول عام تفسیر ہے۔ اس میں قرآنی آیات کا ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا اور خلاصہ تفسیر حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر بیان القرآن سے لیا گیا ہے۔ "معارف و مسائل" کے عنوان کے تحت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ضروری نکات اور مسائل ذکر کئے ہیں، اس کا طرزِ بیان فقہی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔

6: تفسیر انوار البیان فی کشفِ اسرار القرآن از مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی رحمہ اللہ:

محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمہ اللہ (م:1420ھ) کی عام فہم انداز میں لکھی گئی تفسیر ہے۔ اس میں تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ فقہی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ احکام و مسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ مواعظ و نصائح بھی بیان کیے ہیں۔ اسبابِ نزول، تفسیر و حدیث اور کتبِ فقہ کے حوالہ جات کے ساتھ بھرپور ہے۔

7: تفسیر معالم العرفان از شیخ التفسیر مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ:

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ (م:1429ھ) کے دروس قرآن کا تفسیری مجموعہ ہے۔ جو آپ نے جامع مسجد نور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں فجر کی نماز کے بعد ارشاد فرماتے تھے۔ بلامبالغہ یہ اس وقت اردو زبان میں دنیا کی سب سے بڑی تفسیر ہے جو پونے پانچ سو کیسٹوں میں محفوظ ہے اور تقریباً تیرہ ہزار سے زائد صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، جو بیس ضخیم جلدوں میں شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہے اور عوام

وخواص کی ضروریات پوری کررہی ہے۔ آج درس وتدریس، امامت وخطابت اور دینی شعبہ جات میں کام کرنے والے اکثر وبیشتر حضرات اس سے استفادہ کررہے ہیں، جو اس کی عند اللہ وعند الناس مقبولیت کے واضح نشانی ہے، بڑے بڑے علماء نے اس کی افادیت کا اظہار کیا ہے اور عوام الناس کے ہر طبقہ میں بھی اسے سراہا گیا ہے بلکہ بلا امتیاز مسلک ومشرب ہر طبقہ کے لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے، اوران شاء اللہ کرتے رہیں گے۔

8: آسان ترجمہ قرآن از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ:

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کا ہے جس میں قرآن مجید کا ترجمہ انتہائی سلیس اور عام فہم کیا گیا ہے جو یقیناً "آسان ترجمہ" کہلانے کا مستحق ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ مختصر مختصر تفسیر وتوضیح بھی اس کی اہمیت کو چار چاند لگادیتی ہے۔

9: دروس القرآن از متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل منتخب آیاتِ قرآنیہ کے دروس کا تفسیری مجموعہ ہے۔ ان میں سے زیادہ تر دروس آپ نے اپنے شہر سرگودھا میں اور باقی چند دیگر مقامات پر ارشاد فرمائے ہیں۔ آپ آیاتِ مسائل پر عالمانہ انداز میں، آیاتِ اخلاق پر مصلحانہ انداز میں اور آیاتِ معاشرت پر داعیانہ انداز میں بحث کرتے ہیں لیکن بطور خاص آیاتِ عقائد پر متکلمانہ انداز میں اتنی عام فہم بحث کرتے ہیں کہ جس کو پڑھ کر انسان پر عقائد کھل جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ ملحدین ومبتدعین کے دین اسلام اور مسلک اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلقہ شکوک وشبہات، اشکالات اور اعتراضات کا عوامی زبان میں علمی رد اس کا خاصہ ہے۔ دور حاضر کے علمی فتنوں کی تردید میں قرآنی آیات سے استدلال کا عظیم ذخیرہ اس میں موجود ہے۔

10: خلاصۃ القرآن از متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا علمی کارنامہ جو عوامی انداز میں بطور خاص عوام کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کا اصل مقصد یہ ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد ہر پارے کا خلاصہ مختصر مگر جامعیت کے ساتھ نمازیوں کو سنا دیا جائے۔ رمضان المبارک میں ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ قرآن کریم کو خود پڑھے، تراویح میں سنے اور اس کو سمجھے بھی سہی۔ اس کے پیش نظر متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے منتخب آیات کا اس انداز میں خلاصہ پیش کیا ہے جسے جامع خلاصہ کا نام دینا ہی قرین انصاف ہے۔ اس میں عقائد و مسائل اور معاشرتی اخلاق و آداب کو نہایت سادہ اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اردو کے علاوہ عربی، انگلش، رومن انگلش، فارسی، بنگالی، برمی، تیلگو، ہندی، گجراتی، ازبکی، سندھی، اور پشتو زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اپنی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر دنیا بھر میں اس کی مقبولیت بھی ہے اور مزید مانگ بھی ہے۔ تمام حفاظ، قراء اور ائمہ کرام جو رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتے ہیں ان کے لیے اس کا درس دینا بہت فائدہ مند ہے۔

نوٹ:

اردو میں اگر درس قرآن دینا ہو تو مذکورہ بالا تفاسیر کو بالترتیب ملاحظہ فرماتے رہیں۔